سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات2015

منگل،23۔جون2015

(یوم الثلاثہ،5۔رمضان المبارک1436ھ)

سولھویں اسمبلی:پندرھواں اجلاس

جلد15:شمارہ10

745

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

سوموار، 22 جون 2015 کو 2:00 بجے دوپہر اور منگل 23 جون 2015 کو 10:00 بجے صبح منعقد ہونے والے اسمبلی کے اجلاسوں کی فہرست کارروائی

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سرکاری کارروائی

سالانہ بجٹ گوشوارہ بابت سال 16-2015

مطالبات زر برائے سال 16-2015 پر بحث اور رائے شماری

مطالبہ نمبر PC-21001	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 76 لاکھ 33 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2016 کو ختم ہونے والے مالی سال 16-2015 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مدافیون برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 16-2015 جلد اول کے صفحات 1تا9 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21002	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 4۔ارب 24 کروڑ 71 لاکھ روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2016 کو ختم ہونے والے مالی سال 16-2015 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد مالیہ اراضی برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 16-2015 جلد اول کے صفحات 11تا 46 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21003	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 8 کروڑ 67 لاکھ 72 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2016 کو ختم ہونے والے مالی سال 16-2015 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد صوبائی آبکاری برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 16-2015 جلد اول کے صفحات 47 تا 62 ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC-21004	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 64 کروڑ 9 لاکھ 55 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2016 کو ختم ہونے والے مالی سال 16-2015 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد ٹکٹ یا اشٹام برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 16-2015 جلد اول کے صفحات 63 تا 73 ملاحظہ فرمائیں۔

746

مطالبہ نمبر PC-21005	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 2۔ارب 34 کروڑ 8 لاکھ 93 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2016 کو ختم ہونے والے مالی سال 16-2015 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد جنگلات برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 16-2015 جلد اول کے صفحات 75 تا 97 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21006	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 7 کروڑ 61 لاکھ 18 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2016 کو ختم ہونے والے مالی سال 16-2015 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد رجسٹریشن برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 16-2015 جلد اول کے صفحات 99 تا 111 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21007	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 12 کروڑ 79 لاکھ 88 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2016 کو ختم ہونے والے مالی سال 16-2015 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد اخراجات برائے قانون موٹر گاڑیاں برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 16-2015 جلد اول کے صفحات 113 تا 127 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21008	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 85 کروڑ 74 لاکھ 37 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2016 کو ختم ہونے والے مالی سال 16-2015 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد دیگر ٹیکس و محصولات برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 16-2015 جلد اول کے صفحات 129 تا 152 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 15۔ارب 46 کروڑ 76	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 16-2015 جلد اول کے

21009

لاکھ51 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔ جون2016 کو ختم ہونے والے مالی سال16-2015 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد آبپاشی وبحالی اراضی برداشت کرنے پڑیں گے۔

صفحات153تا303ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC-21010

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو26۔ارب93کروڑ46 لاکھ5ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔ جون2016 کو ختم ہونے والے مالی سال16-2015 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد انتظام عمومی برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 16-2015جلد اول کے صفحات321تا831 ملاحظہ فرمائیں۔

747

مطالبہ نمبر PC-21011

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 12۔ ارب،74کروڑ48 لاکھ23 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔ جون2016 کو ختم ہونے والے مالی سال16-2015 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مدنظام عدل برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 16-2015جلد اول کے صفحات833تا899ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC-21012

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو7۔ ارب52 کروڑ41 لاکھ 33ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو
30۔ جون2016 کو ختم ہونے والے مالی سال16-2015 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مداخراجات برائے جیل خانہ جات وسزایافتگان کی بستیاں برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 16-2015 جلد اول کے صفحات901تا941ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC-21013

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو87۔ارب8کروڑ53لاکھ47 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون2016 کو ختم ہونے والے مالی سال16-2015 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد پولیس برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 16-2015 جلد اول کے صفحات943تا1035ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو14 کروڑ43لاکھ70 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو

تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 16-2015 جلد اول کے

مطالبہ نمبر		
PC-21014	30۔جون2016 کو ختم ہونے والے مالی سال16-2015 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد عجائب گھر برداشت کرنے پڑیں گے۔	صفحات1037 تا1051 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21015	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو56۔ارب33 کروڑ 72لاکھ25ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2016 کو ختم ہونے والے مالی سال16-2015 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد تعلیم برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 16-2015 جلد اول کے صفحات1053 تا1313 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21016	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو63۔ارب6 کروڑ11 لاکھ 65ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2016 کو ختم ہونے والے مالی سال16-2015 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد خدمات صحت برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال16-2015 جلد دوم کے صفحات 1315تا1691 ملاحظہ فرمائیں۔

748

مطالبہ نمبر		
مطالبہ نمبر PC-21017	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو12۔ارب59 کروڑ 53لاکھ73ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2016 کو ختم ہونے والے مالی سال16-2015 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد صحت عامہ برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 16-2015 جلد دوم کے صفحات1693 تا1745 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21018	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو8۔ارب27 کروڑ74 لاکھ 65ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2016 کو ختم ہونے والے مالی سال16-2015 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد زراعت برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 16-2015 جلد دوم کے صفحات1747 تا1873 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21019	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو61 کروڑ76 لاکھ81ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2016 کو ختم ہونے والے مالی سال16-2015 کے دوران صوبائی	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 16-2015 جلد دوم کے صفحات1875 تا1893 ملاحظہ

	مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد ماہی پروری برداشت کرنے پڑیں گے۔	فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC–21020	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 4-ارب 32 کروڑ 96 لاکھ 70 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2016 کو ختم ہونے والے مالی سال 2015–16 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد ویٹرنری برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 2015–16 جلد دوم کے صفحات 1895 تا 2014 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC–21021	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 18 کروڑ 51 لاکھ 43 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2016 کو ختم ہونے والے مالی سال 2015–16 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد امداد باہمی برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 2015–16 جلد دوم کے صفحات 2015 تا 2039 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC–21022	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 7-ارب 24 کروڑ 82 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2016 کو ختم ہونے والے مالی سال 2015–16 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد صنعت برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 2015–16 جلد دوم کے صفحات 2041 تا 2110 ملاحظہ فرمائیں۔

749

مطالبہ نمبر PC–21023	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 2-ارب 76 کروڑ 69 لاکھ 35 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2016 کو ختم ہونے والے مالی سال 2015–16 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد متفرق محکمہ جات برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 2015–16 جلد دوم کے صفحات 2111 تا 2225 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC–21024	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 3-ارب 94 کروڑ 20 لاکھ ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2016 کو ختم ہونے والے مالی سال 2015–16 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد سول ورکس برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 2015–16 جلد دوم کے صفحات 2227 تا 2275 ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC-21025	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو7-ارب32 کروڑ27 لاکھ 61ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون2016 کو ختم ہونے والے مالی سال 16-2015 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد مواصلات برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 16-2015 جلد دوم کے صفحات 2277تا2335ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21026	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو34کروڑ20 لاکھ47ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون2016کو ختم ہونے والے مالی سال16-2015کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد محکمہ ہاؤسنگ اینڈفزیکل پلاننگ برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 16-2015 جلد دوم کے صفحات 2337تا2353ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21027	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جوایک-ارب49 کروڑ18لاکھ 81ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30-جون2016 کو ختم ہونے والے مالی سال 16-2015 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد ریلیف برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 16-2015 جلد دوم کے صفحات2355 تا2368 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21028	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جوایک کھرب4-ارب روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2016کو ختم ہونے والے مالی سال16-2015کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد پنشن برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 16-2015 جلد دوم کے صفحات2375 تا2380 ملاحظہ فرمائیں۔

750

مطالبہ نمبر PC-21029	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو21کروڑ71 لاکھ65ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون2016کو ختم ہونے والے مالی سال16-2015کے دوران صوبائی مجموعی فنڈسے قابل ادا اخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد سٹیشنری اینڈ پرنٹنگ برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 16-2015 جلد دوم کے صفحات 2381تا2405ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو23-ارب54کروڑ58لاکھ	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 16-2015 جلد دوم کے

21030	54ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2016کو ختم ہونے والے مالی سال 2015–16کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد سبسڈیز برداشت کرنے پڑیں گے۔	صفحات2407 تا 2412ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC–21031	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو2۔کھرب79۔ارب27کروڑ 6لاکھ16ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2016کو ختم ہونے والے مالی سال2015–16کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد متفرقات برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 2015–16 جلد دوم کے صفحات 2413تا2559ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC–21032	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو6کروڑ45لاکھ44ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2015کو ختم ہونے والے مالی سال 2015–16کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد شہری دفاع برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 2015–16 جلد دوم کے صفحات2561 تا2577 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC–13033	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو ایک کھرب23۔ارب 28کروڑ78لاکھ47ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2016کو ختم ہونے والے مالی سال2015–16 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد غلے اور چینی کی سرکاری تجارت برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 2015–16 جلد دوم کے صفحات2579 تا 2599 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC–13034	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو3کروڑ67لاکھ10ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2016کو ختم ہونے والے مالی سال 2015–16کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد میڈیکل سٹورز اور کوئلے کی سرکاری تجارت برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 2015–16 جلد دوم کے صفحات2601 تا 2612 ملاحظہ فرمائیں۔

751

مطالبہ نمبر PC–13035	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2016 کو ختم ہونے والے مالی سال2015–16کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 2015–16 جلد دوم کے صفحات2613 تا 2617 ملاحظہ

	اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد قرضہ جات برائے سرکاری ملازمین برداشت کرنے پڑیں گے۔	فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-13050	**ایک وزیر** یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 6۔ارب روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2016 کو ختم ہونے والے مالی سال 16-2015 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد سرمایہ کاری برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 16-2015 جلد دوم کے صفحات 2641 تا 2645 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-22036	**ایک وزیر** یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 2 کھرب 20۔ارب 71 کروڑ 54 لاکھ 67 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2016 کو ختم ہونے والے مالی سال 2015-16 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد ترقیات برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 16-2015 جلد اول کے صفحات 1 تا 1053 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-12037	**ایک وزیر** یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 48۔ارب 68 کروڑ 14 لاکھ 93 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30 جون 2016 کو ختم ہونے والے مالی سال 16-2015 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد تعمیرات آبپاشی برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 16-2015 جلد دوم کے صفحات 1 تا 58 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-12038	**ایک وزیر** یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 5 کروڑ 81 لاکھ 50 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2016 کو ختم ہونے والے مالی سال 16-2015 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد زرعی ترقی و تحقیق برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 16-2015 جلد دوم کے صفحات 59 تا 62 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-12040	**ایک وزیر** یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 50 کروڑ روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2016 کو ختم ہونے والے مالی سال 16-2015 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد ٹاؤن ڈویلپمنٹ برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 16-2015 جلد دوم کے صفحات 63 تا 67 ملاحظہ فرمائیں۔

752

مطالبہ نمبر PC–12041	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو69۔ارب49کروڑ17لاکھ 7ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2016 کو ختم ہونے والے مالی سال16–2015کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد شاہرات وپل برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 16–2015 جلد دوم کے صفحات 69 تا274ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC–12042	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو60۔ارب55 کروڑ 31 لاکھ 83ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2016 کو ختم ہونے والے مالی سال–2015 16 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد سرکاری عمارات برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 16–2015جلد دوم کے صفحات275تا644ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC–12043	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو11۔ارب35کروڑ5 لاکھ 90ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2016 کو ختم ہونے والے مالی سال16–2015کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد قرضہ جات برائے میونسپلٹیز/ خود مختار ادارہ جات وغیرہ برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 16–2015 جلد دوم کے صفحات645تا658ملاحظہ فرمائیں۔

753

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولھویں اسمبلی کا پندرھواں اجلاس

منگل،23۔جون2015

(یوم الثلاثہ،5۔رمضان المبارک1436ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10بج کر20منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری محمد علی قادری نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیمO

بِسۡمِ ٱللهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِO

خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ
صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ ﴿١٤﴾ وَخَلَقَ الْجَانَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ
نَّارٍ ﴿١٥﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿١٦﴾ رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ
وَرَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ ﴿١٧﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿١٨﴾
مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيٰنِ ﴿١٩﴾ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيٰنِ ﴿٢٠﴾
فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٢١﴾ يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَ
الْمَرْجَانُ ﴿٢٢﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٢٣﴾
وَلَهُ الْجَوَارِ الْمُنْشَئٰتُ فِي الْبَحْرِ كَالْاَعْلَامِ ﴿٢٤﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ
رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٢٥﴾ كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ﴿٢٦﴾ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ
ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ﴿٢٧﴾

سورة الرَّحمٰن آیات14 تا 27

اسی نے انسان کو ٹھیکرے کی طرح کھنکھناتی مٹی سے بنایا(14)اور جنات کو آگ کے شعلے سے پیدا کیا(15) تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟(16)وہی دونوں مشرقوں اور دونوں مغربوں کا مالک (ہے)(17)تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟(18)اسی نے دو دریا رواں کئے جو آپس میں ملتے ہیں(19)دونوں میں ایک آڑ ہے کہ (اس سے) تجاوز نہیں کر سکتے(20)تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟(21)دونوں دریاؤں سے موتی اور مونگے نکلتے ہیں (22)تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟(23)اور جہاز بھی اسی کے ہیں جو دریا میں پہاڑوں کی طرح اونچے کھڑے ہوتے ہیں(24)تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟(25)جو (مخلوق) زمین پر ہے سب کو فنا ہونا ہے (26)اور تمہارے پروردگار کی ذات (بابرکت) جو صاحب جلال وعظمت ہے باقی رہے گی(27)

وما علینا الاالبلاغO

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم الحاج اختر حسین قریشی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

تھی جس کے مقدر میں گدائی تیرے در کی
قدرت نے اُسے راہ دکھائی تیرے در کی
ہیں ارض و سماوات تیری ذات کا صدقہ
محتاج ہے یہ ساری خدائی تیرے در کی
میں بھول گیا نقش و نگارِ رُخ دنیا
صورت جو میرے سامنے آئی تیرے در کی
رویا ہوں میں اُس شخص کے پاؤں سے لپٹ کر
جس نے بھی کوئی بات سنائی تیرے در کی
آیا ہے نصیر آج تمنا یہی لے کر
پلکوں سے کئے جائے صفائی تیرے در کی

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ تحریک استحقاق کا وقت ہے۔ میں امجد علی جاوید صاحب کو کہوں گا کہ وہ انتظار کر لیں اور لاء منسٹر صاحب کو آ لینے دیں۔ اس کے بعد جب موقع ملے گا آپ کو تحریک استحقاق پڑھا دیں گے۔ .Let him come

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میری بات سن لیں۔

جناب سپیکر: امجد صاحب! اس میں کیا حرج ہے؟ میرے خیال میں کل بھی جب وہ آئے ہیں آپ اِدھر اُدھر کہیں چلے گئے ہوں گے۔ جب لاء منسٹر صاحب آئیں گے تو تحریک استحقاق پڑھ دیں تاکہ اس کے جواب کا پتا چلے کہ آیا وہ فوری جواب دینا چاہتے ہیں، اس کے لئے کوئی وقت لینا چاہتے ہیں یا اس تحریک استحقاق کو direct ہی کمیٹی کے سپرد کروانا چاہتے ہیں؟

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میری رانا صاحب اور گوندل صاحب سے بات ہوئی تھی اور انہوں نے کہا تھا کہ یہ تحریک استحقاق admit کر کے کمیٹی کے سپرد کر دی جائے گی۔ گوندل صاحب تشریف رکھتے ہیں وہ اس کا جواب دے دیں گے۔

جناب سپیکر: گوندل صاحب! کیا آپ کو اس تحریک استحقاق کے بارے میں کہیں سے کچھ کہا گیا اور یہ تحریک استحقاق ابھی تو پڑھی ہی نہیں گئی ہے۔ مجھے تو سمجھ نہیں آ رہی کہ آپ اس کے جواب میں کیا کہیں گے؟ میرے خیال میں لاء منسٹر صاحب کو آ لینے دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! لاء منسٹر صاحب کو آ لینے دیں۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: جی، اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔ پہلی تحریک التوائے کار نمبر 266/15 شیخ علاؤالدین صاحب کی ہے۔

صوبہ میں بچوں سے جنسی تشدد کے واقعات میں مسلسل اضافہ اوراس پر حکومتی چشم پوشی کا مظاہرہ

(۔۔۔جاری)

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب نذر حسین):جناب سپیکر!چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو جنسی تشدد کا شکار، عدم توجہی اور بے سہارا بچوں کی فلاح و بہبود کے لئے پاس کردہ ایکٹ 2007 کے تحت قائم ہے جو کہ جسمانی و جنسی تشدد کے شکار بچوں کو تحفظ فراہم کرتا ہے۔ چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو PDNC Act 2007 کے تحت بچوں کے حقوق کو پامال کرنے والوں کے خلاف قانونی چارہ جوئی کرتا ہے جو کہ بچوں کو جسمانی تشدد و جنسی استحصال اور جرائم میں ملوث لوگوں کے خلاف کارروائی کرتا ہے۔ اب تک چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو نے 120 ایف آئی آر PDNC Act 2007 اور PPC 1860 کے تحت درج کروا چکا ہے۔ PDNC Act 2007 زیر جائزہ ہے اس کی افادیت بڑھانے کے لئے تندہی سے کام جاری ہے تاکہ زیادہ سے زیادہ بچوں کو تحفظ فراہم کیا جا سکے۔ اس کے علاوہ حکومتِ وقت نے اس پر نئی enactment کرنے کے لئے بھی اپنا تحرک کر رکھا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ اس سلسلے میں مکمل طور پر بچوں کو تحفظ دے کر اس قسم کے جرائم کرنے والوں کے خلاف حسبِ ضابطہ قانونی کارروائی کی جائے گی۔

جناب سپیکر: اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 268 بھی شیخ علاؤالدین صاحب کی ہے جو لوکل گورنمنٹ کے متعلقہ ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! یہ تحریک التوائے کار ابھی پڑھی جانی ہے۔

جناب سپیکر: نہیں۔ یہ تحریک التوائے کار تو 21-05-15 کو move ہو گئی تھی۔

واسا کے جنریٹروں کے ڈیزل اور پٹرول کی چوری کا انکشاف

(---جاری)

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔ آپ کی مہربانی۔ اس سلسلے میں عرض یہ ہے کہ جہاں تک پٹرول پمپس کے پیمانوں کی چیکنگ کا تعلق ہے تو یہ ذمہ داری نئے قائم ہونے والے دفتر Directorate General of Industries, Prices, Weights and Measures حال ہی میں تفویض کی گئی ہے۔ پٹرول پمپس کو قانون کے تحت وضع شدہ معائنہ کے طریق کار کے مطابق چیک کیا جاتا ہے اور شکایت موصول ہونے پر یا inspection کے دوران پیمانے میں کمی پائی جانے کی صورت میں پٹرول پمپ مالکان کے خلاف قانون کے مطابق کارروائی کی جاتی ہے۔ پٹرول پمپ مالکان کے مارکیٹنگ لائسنس منسوخ کرنے کا اختیار اسی دفتر کو حاصل ہے اور جہاں کہیں بھی قانون کی خلاف ورزی پائی جاتی ہے تو اُن کے خلاف حسبِ ضابطہ کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔

جناب سپیکر: جی، not pressed لہٰذا اس تحریک التوائے کار کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 269 بھی شیخ علاؤالدین صاحب کی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار کا جواب نہیں آیا۔

جناب سپیکر: یہ یونیورسٹی کیمپس کے متعلقہ ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! استدعا ہے کہ اس تحریک التوائے کار کو pending کر دیں۔

جناب سپیکر: کب تک pending کیا جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار کو next week تک کے لئے pending کر دیں۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! اگلا ہفتہ آنا ہی نہیں۔

جناب سپیکر: آپ کو کیسے پتا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! جو ایجنڈا circulate ہوا تھا اُس میں اگلا ہفتہ ہے۔

جناب سپیکر: میں آپ کی بات نہیں کر رہا اِدھر والوں سے کہہ رہا ہوں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! مہربانی۔

جناب سپیکر: یہ تحریک التوائے کار next week تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 270 بھی ان کی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! استدعا ہے کہ اس تحریک التوائے کار کو بھی next week تک کے لئے pending فرما دیں۔

جناب سپیکر: جی، یہ تحریک التوائے کار بھی next week تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 300 چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب کی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار کا جواب موصول ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر: اس کی آپ نے detail دینی تھی اور میرے خیال میں آپ سے اُن کی بات بھی ہو گئی ہے؟

حلقہ پی پی۔32 سرگودھا میں حالیہ بارشوں اور ژالہ باری کی وجہ سے کھڑی فصلیں تباہ، سروے کروانے اور ریلیف دینے کا مطالبہ

(---جاری)

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اس حوالے سے بات ہوئی تھی۔ پہلے جو رپورٹ بھیجی گئی تھی اس میں وہ کہتے ہیں کہ 50 فیصد سے کم نقصان ہے تو پھر اُن کو ہدایت کی تھی کہ آپ از سرِ نو جائزہ لیں۔

جناب سپیکر: چلیں، وہ خود بھی کہہ رہے تھے کہ اس تحریک التوائے کار کو بے شک dispose of کر دیں۔ اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 303 ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب کی ہے۔ کیا اس تحریک التوائے کار کا جواب آ گیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار کا جواب موصول نہیں ہوا استدعا ہے کہ اس تحریک التوائے کار کو next week تک کے لئے pending کر دیں۔

جناب سپیکر: جی، اس تحریک التوائے کار کو بھی next week تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ امجد جاوید صاحب کی تحریک استحقاق کے حوالے سے جب لاء منسٹر صاحب آئیں گے تو ان کو موقع دیا جائے گا کیونکہ میں نے ان سے کہہ دیا ہے۔

سرکاری کارروائی

بحث

مطالبات زر برائے سال 16-2015 پر بحث اور رائے شماری

(۔۔۔جاری)

مطالبہ زر نمبر PC-21013

جناب سپیکر: اب ہم گوشوارہ سالانہ بجٹ برائے سال 16-2015 کے مطالباتِ زر پر کارروائی دوبارہ شروع کرتے ہیں۔ کل مورخہ 22۔ جون 2015 کے اجلاس میں مطالبہ زر نمبر PC-21015 پر پیش کردہ کٹوتی کی تحریک پر ووٹنگ ہو چکی ہے اور مطالبہ زر نمبر PC-21013 پر کٹوتی کی تحریک پیش کی جا چکی ہے اور اس پر بحث جاری تھی کہ اجلاس کا وقت ختم ہو گیا تھا۔ جیسا کہ پہلے اعلان بھی کیا گیا ہے کہ cut motions کے ذریعے مطالباتِ زر پر کارروائی آج دوپہر ایک بجے تک ہو گی اُس کے بعد ایک طریقہ ہے جس کا میں نام لینا پسند نہیں کرتا بہر حال Rule 144(4) کے تحت اس کو لیں گے۔ اب ہم کارروائی شروع کرتے ہیں۔ مطالبہ زر نمبر PC-21013 جو پولیس پر ہے اس پر کون بولے گا؟

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! کیا دوبارہ بول لیں؟

جناب سپیکر: نہیں، آپ پہلے بول چکے ہیں۔

ڈاکٹر مراد راس: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ۔ پولیس اور لاء اینڈ آرڈر پر مجھے تو سمجھ بھی نہیں آتی کہ کیا بات کی جائے؟

جناب سپیکر: ٹھیک ہے پھر اس کو رہنے دیں۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! اسی طرح ہی رہنے دیں۔ جو سسٹم چل رہا ہے وہ بالکل زبردست ہے اور اس سسٹم نے نہ ہی changeہونا ہے۔

جناب سپیکر: جی، آپ کھل کر بات کریں اورpersonal کہیں نہیں ہونا۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! میںpersonalکیوں ہوں گا؟

جناب سپیکر: آپ کھل کر بات کریں جو آپ کر سکتے ہیں۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! کیا میں نے ابھی تک ایک بات بھیpersonalکی ہے؟

جناب سپیکر: جی، ایک دوسرے کی عزت کا خیال کریں باقی معاملات ٹھیک ہیں۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! میری تقریر کے اندر as usual ہمیشہ سوال ہی ہوتے ہیں جن کے جواب آتے ہی نہیں اور پھر ہم کوشش کرتے ہیں کہ سوال دوبارہ پوچھتے رہیں شاید کوئی یقین دہانی ہو جائے کہ کبھی نہ کبھی جواب آئے گا۔ میں آج صرف تین چار منٹ کی چھوٹی سی تقریر کروں گا اس سے زیادہ نہیں کروں گا۔

جناب سپیکر: مجھے تو کوئی اعتراض نہیں ہے۔ جتنی مرضی بات کریں یہ آپ کی صوابدید ہے۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ میں تھوڑی سی لمبی بات کروں گا۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ پنجاب میں اِن کو حکومت کرتے ہوئے پچیس سال ہو گئے ہیں۔ کون سا ایسا plan ہے، کون سی ایسیdetails ہیں، کون سے ایسےtools ہیں جو ان کے پاس نہیں ہیں اور کون ساmind set ہے جو ان کے پاس نہیں ہے؟ ہم پولیس کو بہتر کرنے کی صرف دعا کرتے رہتے ہیں اورstatements دیتے رہتے ہیں لیکن کبھی کچھ ہوتا نہیں۔ یہ توincapability اورincompetenceہوئی کہ entire incompetence goalsپھر آپ کہہ رہے ہیں کہ میںpersonal نہ ہوں جبکہ میں personalنہیں ہو رہا بلکہ ایکissueپر بات کر رہا ہوں۔ یہincompetenceہی ہوئی کہ ابھی تک ہم پولیس کو ٹھیک ہی نہیں کر سکے۔ میں اِن کو گارنٹی دیتا ہوں کہ ایک گھنٹہ ہمارے ساتھ بیٹھ جائیں، اگرpolitical willہو تو ایک گھنٹے کے اندر یہ سب کچھ ٹھیک ہو سکتا ہے۔ اگر political will

ہو گی تو ایک گھنٹے میں مسئلہ solve ہو سکتا ہے مگر پچیس سال گزر گئے اور ہر دفعہ کی طرح زبردست statementآج بھی بنے گی کہ پٹواری سسٹم ٹھیک ہو رہا ہے، ایجوکیشن ٹھیک ہو رہی ہے، پولیس ٹھیک ہو رہی ہے اور پولیس کو ٹھیک کرنا ہے لیکن پہلے جا کر پولیس کی حالت تو دیکھیں۔ ہم جتنا پولیس کا بجٹ بڑھاتے جا رہے ہیں اتنی ہی پولیس خراب ہوتی جا رہی ہے اور پولیس کا سسٹم اتنا ہی خراب ہوتا جا رہا ہے۔ ایلیٹ فورس پر ایلیٹ فورس بنائے جا رہے ہیں جو صرف VIPs کے لئے ہے۔ مجھے سڑکوں پر ایلیٹ فورس سوائے VIPs گاڑیوں کے پیچھے کبھی نظر نہیں آئی۔ مجھے یہ ابھی تک سمجھ نہیں آ رہی کہ اگر ان کے پاس plan نہیں ہے، اِن کے پاس mind set نہیں ہے، اِن کے پاس tools نہیں ہیں اور اِن کے پاس وہ capability یا competence نہیں ہے تو ہم سے رجوع کر لیں ہم اِدھر اس ملک کے دشمن تو نہیں بیٹھے ہوئے۔ ہم بھی اس ملک کے خیر خواہ ہیں اس لئے ہم سے بات کر لیں شاید ہم اچھے ideas ہی دے دیں گے۔ یہ tried and tested ہیں لیکن انہوں نے کچھ نہیں کرنا جس کا آپ کو بھی پتا ہے اور مجھے بھی پتا ہے۔ تھانہ گلبرگ جوتوں کی فیکٹری کے اندر ہے۔ آپ کیا expect کرتے ہیں کہ جب انہیں equipment ہی نہیں دیا جا رہا۔ میں آپ کو ایک interesting incident بتاؤں کہ ایک بندے کو گرفتار کروانا تھا تو پولیس والوں کا کہنا تھا کہ ہمارے پاس گاڑی ہے نہ کھڑی ہوئی گاڑی کے لئے پٹرول ہے۔ یہ بات میں آپ کو ماڈل ٹاؤن تھانے کے متعلق بتا رہا ہوں۔ یہ بات کسی گاؤں کی ہے اور نہ ہی لاہور سے باہر کی جگہ کا بتا رہا ہوں بلکہ ماڈل ٹاؤن تھانہ کے متعلق بات کر رہا ہوں۔ مجھے بتایا گیا ہے کہ ہمارے پاس گاڑی ہے اور جو گاڑی کھڑی ہے اس کے اندر بھی پٹرول نہیں ہے اس لئے ہمیں گاڑی دیں تاکہ ہم بندے کو apprehend کر سکیں۔ Apprehension کے لئے یہ سب کچھ چاہئے تو باقی حالات کا آپ خود اندازہ لگائیں۔ ہم کن چیزوں کی یہاں پر کھڑے ہو کر تعریفیں کرتے ہیں اس بات کی مجھے سمجھ نہیں آتی؟ کتنی تعریفیں کریں گے جب چیز ہی کوئی ٹھیک نہیں ہو رہی۔ ابھی ہم پھر یہاں پر ایک تقریر سُنیں گے کہ جی یہ ہو گیا اور وہ ہو گیا۔ کیا ہو گیا بھئی، کچھ ہوا ہے اور نہ کچھ ہو رہا ہے۔ میں ہر دفعہ اپنی تقریر میں یہی کہتا ہوں کہ میرے ساتھ کوئی چلے تو سہی۔ میں انہیں دکھاتا ہوں کہ اصل حالات کیا ہیں؟ یہاں بیٹھ کر ٹھنڈے کمرے میں بڑے آرام سے اچھی تقریریں کرنا بڑی زبردست بات ہے اور یہ بڑا آسان ہے، باہر جا کر دیکھیں کہ عوام کے ساتھ کیا ہو رہا ہے؟ یہاں پر سارے تعریفوں کے پُل باندھ دیں گے، ابھی میرے بعد چار ممبر اُدھر سے کھڑے ہوں گے اور پانچ اِدھر سے کھڑے ہو کر تعریفوں کے پُل باندھیں گے۔

جناب سپیکر! میری صرف یہ requestہے اور میں نے آج بڑی مختصر سی تقریر کی ہے کیونکہ یہ حل نہیں ہے۔ ہمارے پاس حل ہے کہ پولیس کو depoliticizeکریں اور ہم وہی باتیں بار بار repeatکریں گے مگر بیٹھ کر اس کو بہتر کرنے کا لائحہ عمل بنایا جا سکتا ہے۔

Why do we keep doing the same things again and again and again and again?

کوئی اس نظام کو بدلنے کے لئے تیار نہیں اور کوئی systemکو changeکرنے کے لئے تیار نہیں اور اس کے پیچھے کوئی political willنہیں ہے۔ صرف یہ چاہتے ہیں کہ یہاں پر کھڑے ہو کر اچھی سی تقریر کی جائے، اگلے سال آئیں گے پھر اچھی سی تقریر کریں گے اور چھ ماہ بعد پھر آئیں گے اور پھر تقریر کریں گے۔ ہم بھی کرتے رہیں گے اور وہ بھی کرتے رہیں گے لیکن عوام کے حالات بہتر نہیں ہو رہے۔

جناب سپیکر! میرا آخری pointاب یہ ہے کہ حکومت سب سے پہلے، ہم اپوزیشن گنتی کے یہاں ایم پی ایز ہیں، میں گنتی کے کہتا ہوں کیونکہ ہیں ہی گنتی کے اور سچ بولنا چاہئے۔ اگر انہیں حکومت ان کا حق نہیں دے سکی تو دس کروڑ عوام کو کیا حق دے گی؟

جناب سپیکر: یہ بات noteکریں جی جو انہوں نے کی ہے۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! بالکل درست بات کی ہے۔ جو ہمارا حق یہاں پر بنتا ہے وہ ہمیں نہیں مل رہا تو یہ دس کروڑ عوام کو کیا دیں گے؟ میرا یہ آخری pointتھا کہ پہلے ہم یہاں اس گھر کے اندر اس معزز ایوان میں بیٹھے ہوئے ہیں، یہاں پر ہم انصاف کر لیں، یہاں پر انصاف نہیں مل رہا تو باہر بے چارے عوام کے ساتھ کیا ہو گا؟ بہت بہت شکریہ

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! شکریہ

جناب سپیکر: شاہ صاحب! آپ نے کل بات نہیں کی تھی؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! نہیں۔ جب افطار کا وقت۔۔۔

جناب سپیکر: اگر بول چکے ہیں تو پھر شاید آپ کو موقع نہیں ملے گا۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میری بات سن لیں۔

جناب سپیکر: دیکھیں، میری بات سنیں۔ ایسے نہیں۔

قاضی احمد سعید: جناب سپیکر! ان کا 50 فیصد وقت رہتا تھا اور انہیں بٹھا دیا گیا۔

جناب سپیکر: کس نے کہا تھا کہ 50 فیصد رہ گیا ہے؟(قہقہہ)

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! افطاری کا وقت ہو گیا تھا۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ آگے آپ کو موقع ملے گا۔ شاہ صاحب! یہ request ہے کہ آپ please بیٹھ جائیں۔ Have you seat جی، نبیلہ حاکم علی خان صاحبہ!

محترمہ نبیلہ حاکم علی خان: جناب سپیکر! آج ایک دفعہ پھر اور میرا خیال ہے کہ اس کے بعد پھر ہمیں اسی طرح کی کٹوتی کی تحاریک پیش کرنے کا موقع ملتا رہے گا لیکن بات یہ ہے کہ جب بجٹ allocation کی جاتی ہے تو کیا اس کے مسلمہ اصول کو کبھی سامنے رکھا گیا؟ یہ بات obvious ہے کہ اسی لئے بجٹ allocation کی جاتی ہے تاکہ ہم عوام کی بھلائی کے لئے اپنے وہ مقاصد حاصل کر سکیں، وہ انتظامات کر سکیں اور عوام کے جان و مال کا تحفظ جن اداروں کی ذمہ داری ہے ان سے وہ targets achieve کروائے جا سکیں۔

جناب سپیکر! کیا کبھی یہ بات کسی نے سوچی ہے کہ کیا بجٹ کی performance based allocation ہوتی ہیں اگر ہوتی ہیں تو اس کا criterion کیا ہے۔ آج ہم پولیس کو اتنا بجٹ allocate کرتے ہیں تو اس کا کیا check and balance ہے، کیا وہ performance ہے کہ ہم ہر سال بجٹ کو بڑھاتے ہیں اور اس کے باوجود ہمیں ماڈل ٹاؤن اور ڈسکہ جیسے واقعات دیکھنے کو ملتے ہیں اور آئے دن سڑکوں پر لوگوں کے گلے پڑتی یہ ظالم پولیس بے لگام ہوتی نظر آتی ہے کیوں انہیں اتنی کھلی چھٹی دے دی گئی ہے، میں کیا کہوں کہ کون سا ایسا ڈیپارٹمنٹ ہے اور کون سی ایسی پالیسی ہے جو اس حکومت نے عوام کے ریلیف کے لئے آج تک بنائی ہے، کیا یہ good governance ہے کہ یہ سپریم ادارہ ہے اور یہاں پر بھی ہمیں یہی face کرنا پڑ رہا ہے تو پھر وہ پنجاب کی دس کروڑ عوام کے ساتھ کیا ہو رہا ہے؟

جناب سپیکر! انتہائی افسوس کے ساتھ یہ بات کہنا پڑ رہی ہے کہ پولیس کو جب ہم بجٹ allocate کرتے ہیں تو کیا اس کی وجوہات یہ ہیں کہ اب چوریاں نہیں direct ڈاکے پڑنے لگے ہیں، کیا ایف آئی آر جو ہماری ایک complaint یا درخواست ہے، سُنی جانے لگی ہے، کیا اس پر عمل ہونے لگا ہے، کیا اب تفتیش میرٹ پر ہونے لگی ہے اور کیا اب انصاف ہر انسان اور ہر شہری کو اس کی دہلیز پر ملنے لگا ہے؟ یہ باتیں سوچنے کی ہیں۔ کیا اب ہر انسان کی جان و مال کا تحفظ پولیس نے اپنی ذمہ داری سمجھ لی ہے؟ بات کی جاتی ہے روّیوں کی اور مجھے جب بھی ایوان میں بات کرنے کا موقع ملا تو میں نے ہمیشہ یہ بات کی ہے کہ ہمیں سب سے پہلے اپنی نیتیں اور روّیے ٹھیک کرنے کی ضرورت ہے۔ کیا پولیس آج اخلاق کی

زبان کو سمجھ چکی ہے؟ یہ وہ سوالیہ نشانات ہیں جو ہماری good governance کے دعوے کرنے والی پنجاب حکومت پر ہیں۔ انتہائی افسوس کے ساتھ کہ کیا اب وارداتوں میں پولیس ملوث نہیں ہے، آئے دن ہمیں میڈیا جو بھی چیز highlight کرتا ہے اس میں سب سے پہلا کردار ایک پولیس افسر کا ہوتا ہے تو check and balance کا کون سا اصول ہے خدارا ہمیں بتایا جائے، کیا ہم انہیں اتنا heavy بجٹ دیں جبکہ ان کی zero performance ہے اور مجھے کوئی ایک سال بتا دیا جائے جس میں ہم نے یہ بات کہی ہو کہ یہ ہمارا target تھا اور اس سال ہم نے اتنے فیصد اس کو achieve کیا ہے؟ وارداتوں کی شرح دیکھی جائے تو بڑھتی ہی گئی ہے اور آج تک اس میں کوئی کمی نہیں ہوئی۔

جناب سپیکر! جب تک ہم اداروں کو خود مختار نہیں کریں گے، انہیں independent نہیں کریں گے اور انہیں depoliticize نہیں کریں گے تو میں نہیں سمجھتی کہ ہم وہ targets یا وہ مقاصد حاصل کر سکتے ہیں۔ آج ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ ان پولیس افسران کے کون سے ایسے فرائض ہیں جن کی ادائیگی کے لئے ان کی ڈیوٹیاں لگائی جاتی ہیں، کیا ہم نے اپنی ذاتی حفاظت کے لئے انہیں appoint کیا ہے، کیا آج تک ہم نے ان کی پروموشن کے لئے کوئی ایسا criterion رکھا ہے جو میرٹ کی بنیاد پر ہو؟ بالکل نہیں، بالکل نہیں۔ Criterion یہ ہے کہ خوشامدی افسران جو ہماری تابعداری کرتے ہیں اور جو خادم اعلیٰ کو خوش کرتے ہیں وہی کسی نہ کسی مقام پر آپ کو دیکھنے میں نظر آتے ہیں۔

جناب سپیکر! جب تک ہم اپنے ذاتی مفادات سے نکل کر، خالی دعوؤں سے نہیں، خالی نعروں سے نہیں بلکہ اپنی نیت سے اور اپنے عمل سے اس بات کو ثابت نہیں کرتے کہ ہم نے اس ملک اور اس قوم کی بھلائی کے لئے ان اداروں کو مضبوط کرنا ہے۔ میں نے شروع میں بھی یہ بات کی اور یہاں پر منسٹر حضرات تشریف فرما ہیں اگر اپنے ان الفاظ سے اس بات کا اظہار کرتے ہیں کہ performance نہیں ہو رہی اور پولیس deliver نہیں کر رہی تو کیا یہ خیال وہاں بیٹھے ہوئے میرے بھائیوں اور بہنوں کا نہیں ہے، بالکل میں سمجھتی ہوں کہ ہمارے جتنے بھی خیالات ہیں اور جو بھی ہماری سوچ ہے وہاں بیٹھے ہوئے بھی ہر انسان اور ہر پارلیمنٹیرین کی وہی سوچ ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ ہم سوچ رکھتے ہیں، سمجھ رکھتے ہیں لیکن اُس کے باوجود ہم اپنے حکمرانوں کو، اپنے لیڈرز کو، جنہیں ہم لیڈر مانتے ہیں اُن کو good governance کے جھوٹے وعدوں دعوؤں کی بجائے عمل پر کیوں مجبور نہیں کرتے، کیوں اپنی parliamentary committees کی meetings میں ہم ان چیزوں کو highlight نہیں کرتے، اگر کرتے ہیں تو پھر result کیوں نظر نہیں آتے؟ وجوہات میں نے پہلے بھی عرض کی ہیں اس

لئے میں سمجھتی ہوں کہ جب تک ہم اداروں کے اندر سیاسی مداخلت کو ختم نہیں کریں گے، ان کو independent نہیں کریں گے، ان کو اپنے ذاتی مفادات کے لئے استعمال نہیں کریں گے اور ان کو اُن مقاصد کے حصول کے لئے آزاد نہیں کریں گے جو اس ملک اور قوم کی بھلائی کے لئے ہو گی، انسانوں کی جان ومال کے تحفظ کے لئے ہو گی تب تک ہم کبھی بھی کوئی دعوے جن کا ہم اظہار کرتے ہیں وہ مقاصد ہم حاصل نہیں کر سکتے۔ بہت شکریہ

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں دو تین points کی بات کروں گا ڈاکٹر مراد راس صاحب نے ابھی بتایا ہے کہ 28 سال سے پی ایم ایل (ن) کی گورنمنٹ ہے اور ہر بجٹ میں پیسے بڑھا دیئے جاتے ہیں اور out put نہیں ہوتا۔ اس کی بنیادی وجوہات میں جائیں تو میں سمجھتا ہوں کہ جب تک محکمہ پولیس میں political interference ہو گی تب تک تھانہ کلچر تبدیل ہو گا نہ ہی ہم لوگوں کو انصاف دلا سکیں گے۔ جب ہمارے صوبے کا وزیر اعلیٰ اپنے پاس آر پی اوز، ڈی پی اوز کے انٹرویو لے کر اُن کی posting کرے گا تو وہ کیا انصاف دیں گے؟ آج بھی ایسے علاقے ہیں جہاں political victimization ہو رہی ہے اپوزیشن کے لوگوں کا کوئی پُرسانِ حال نہیں ہے جب ہمارے ایم این ایز، ایم پی ایز کے کہنے پر ایس ایچ اوز تعینات ہوں گے تو وہاں جرائم میں اضافہ ہو گا یا جرائم کنٹرول ہوں گے؟ ایک سائل کس کس جگہ دھکے کھائے گا جب ایک واقعہ ہوتا ہے ایک آدمی پرچہ درج کروانے جاتا ہے تو سب سے پہلے اُس سے پیسوں کی ڈیمانڈ کی جاتی ہے جبکہ ایف آئی آر کا مطلب ہی فسٹ انفارمیشن رپورٹ ہے۔ یہاں کہیں بھی فری رجسٹریشن نہیں ہے بغیر پیسے کے ایف آئی آر درج نہیں ہوتی تو وہ بے چارہ پہلے پیسے دیتا ہے اپنی ایف آئی آر درج کرنے کے لئے پھر دوسری دفعہ ایف آئی آر درج ہونے کے بعد وہ ایک آئی او کے سپرد کر دی جاتی ہے۔ اب پیسوں کا دوسرا مرحلہ ہے چاہے وہ مدعی ہو چاہے وہ الزام علیہ ہو دونوں سے آئی او پیسے وصول کرتا ہے۔ جب مدعی پولیس کے پاس جاتا ہے کہ میرے ملزمان کو پکڑیں تو وہ کہتے ہیں ہمارے پاس گاڑی تو ہے لیکن پٹرول نہیں ہے ذرا دو ہزار روپے کا ڈیزل ڈلوائیں تو پھر آپ کے ملزمان کو پکڑنے جاتے ہیں۔ یہ تھانہ کلچر تبدیل ہوا ہے؟ آٹھ آٹھ، دس دس دفعہ مدعی بے چارہ ڈیزل ڈلوا ڈلوا کر دھکے کھا کھا کر واپس آجاتا ہے اور اُس کے ملزمان گرفتار نہیں ہوتے۔

جناب سپیکر! تیسرا مرحلہ اگر مقدمہ کا چالان ہو یا خارج ہو ایس ڈی پی او صاحب تصدیق فرمائیں گے۔ وہ بے چارہ تیسری دفعہ ایس ڈی پی او صاحب کے پاس پیش ہو گا اور وہاں پیسے دے گا تب جا کر مقدمہ خارج ہو گا یا چالان ہو گا۔ حکومت پنجاب کہتی ہے کہ کرپشن سے پاک صوبہ۔ میں پہلے بھی

عرض کر چکا ہوں کہ جب تک political interferenceرہے گی کرپشن ختم نہیں ہوگی۔پولیس میں اچھے لوگ بھی ہیں،اچھے ڈی پی اوز بھی لگے ہوئے ہیں،اچھے آر پی اوز بھی لگے ہوئے ہیں لیکن ان پر check and balanceنہیں ہے اُن کو فری ہینڈ نہیں دیا گیا۔اگر وہ حکومتی اکابرین کی بات نہیں مانتے تو اُن کا ٹرانسفر کر دیا جاتا ہے اُس کی مثال میں یہاں quoteکروں گا محمد علی نیکوکار ایس ایس پی اسلام آباد نے جب حکومت کے غلط احکامات نہیں مانے تو اُس کو dismiss from serviceکر دیا گیا ۔ایسی بہت سی مثالیں ہیں پولیس میں اچھے افسران بھی ہیں میں آپ کے توسط سے معزز وزیر داخلہ تشریف فرما ہیں کہ خدارااس تھانہ کلچر کو ٹھیک کرنا ہے تو اپنے آر پی اوز،اپنے ڈی پی اوز پر اعتماد کریں اُن کو فری ہینڈ دیں۔یہ ایم این ایز،ایم پی ایز کے کہنے پر ایس ایچ اوز کی postingکو بند کیا جائے۔میں اچھے افسران کی مثال دیتا ہوں ضلع لیّہ میں،میں نام quoteکرتا ہوں کہ تین انسپکٹر ایک سعید روہنگا،رب نواز کھیتران ایسے ایس ایچ اوز ہیں جو ایک روپیہ تک رشوت نہیں لیتے لیکن اُن کو وہاں سے ٹرانسفر کر دیا گیا۔

جناب سپیکر:مجھے بتائیں اب ایک روپیہ کون لیتا ہے؟

سردار شہاب الدین خان:جناب سپیکر!میں کہہ رہا ہوں ان میں کالی بھیڑیں بھی موجود ہیں اور اچھے لوگ بھی موجود ہیں اگر تھانہ کلچر کو ٹھیک کرنا ہے تو خدارا رجسٹریشن فری کریں،میرٹ پر تعیناتیاں ہوں،صحیح تفتیش ہو اور اُس پر check and balanceہو۔میں زیادہ لمبی بات نہیں کرتا میں آپ کے توسط سے وزیر داخلہ سے اجلاس کے بعد کچھ وقت لینا چاہتا ہوں بہت سی باتیں اُن کو بتاؤں گا اگر مہربانی کریں تو میری بات سن لیں۔بہت شکریہ

جناب سپیکر:جی،nextہیں؟

ڈاکٹر مراد راس:جناب سپیکر!میں دوبارہ بات کر سکتا ہوں؟

جناب سپیکر:اگر گنجائش ہوتی تو میں آپ کو ضرور اجازت دیتا۔جی،منسٹر صاحب !

MINISTER FOR ENVIRONMENT PROTECTION/HOME (Col (Retd) Shuja Khanzada): Mr Speaker! Thank you very much and the members of opposition. Thank you very much again.

جناب سپیکر:اردو میں بات کریں۔

وزیر داخلہ / تحفظ ماحول(کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ):جناب سپیکر!میں اردو میں ہی آرہا تھا start تھوڑا سا انگریزی میں تھا میں قدر کرتا ہوں آج اپوزیشن کے ممبران کی جنہوں نے آج ہمارے پورے پولیس کے نظام کو criticize کیا ہے کچھ criticism میں سمجھتا ہوں کہ وہ بالکل حق پر تھے اور وہ criticism میں نے نوٹ کر لی ہے لیکن میں سمجھتا ہوں زیادہ تر criticism out of context تھی شاید وہ صرف ایک تقریر کرنے کے لئے تھی ہم سب چاہتے ہیں،اس سوسائٹی کا ہر فرد چاہتا ہے کہ ہمارالاء اینڈ آرڈر، ہماری پولیس نمایاں اور exemplary force ہو جو کہ friendly ہو جس سے ناانصافی کانظام انصاف میں بدل جائے اس کے لئے ہم بھی کوشاں ہیں۔ہماری بھی یہی کوشش ہے کہ ایک غریب شخص کواس کی دہلیز پر انصاف ملے۔ہم بھی کہتے ہیں کہ تھانہ کلچر کو فوراً تبدیل کیا جائے لیکن میں یہاں پر آپ کے سامنے تھانہ کلچر کے معنی explain کرنا چاہتا ہوں۔یہ صرف ایک تھانہ نہیں ہے جس کو آپ نے تبدیل کرنا ہے جس سے آپ سمجھیں گے کہ ایک اچھاایس ایچ او ہوگا جو آپ کو entertain کرے گا،جو آپ کو چائے یا کافی پلائے گا۔جس طرح ترکی میں رواج ہے کہ وہاں پر جب پولیس سٹیشن جاتے ہیں تو سب سے پہلے وہ کہتے ہیں کہ کافی بار،ٹی بار سامنے ہے وہاں پر جاکر آپ کافی یا چائے پی سکتے ہیں۔ہم وہاں ایک تھانے میں گئے تو وہاں کے ایک پولیس آفیسر نے ہمیں بتایا کہ ہمارے پاس ہر روز ایک بوڑھا شخص دس بجے کافی پینے آتا ہے اور پھر پانچ بجے کافی پینے آتا ہے۔میں انشاء اللہ امید کرتا ہوں کہ ہم جس راستے پر چل رہے ہیں بہت جلد ہمارے تھانے بھی اسی معیار پر آجائیں گے۔ یہاں پر بھی تھانہ friendly ہوگا، بڑا اچھا ہوگا، وہاں آپ کو انصاف ملے گا، جب آپ وہاں جائیں گے تو آپ کو بھرپور اخلاق ملے گا اور entertainment بھی ہوگی۔

میاں محمد اسلم اقبال:جناب سپیکر!جو یہ باتیں کر رہے ہیں آپ نے ان پر ہنسنا نہیں ہے۔

جناب سپیکر:نہیں، نہیں۔میں نہیں ہنس رہا ہوں۔

وزیر داخلہ / تحفظ ماحول(کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ):جناب سپیکر!پچھلے چودہ سال سے پاکستان ایک بہت بڑی لعنت میں پھنسا ہوا ہے اور وہ لعنت terrorism کی ہے۔Terrorism, extremism اور فرقہ واریت نے ہماری بنیادوں کو کھوکھلا کر کے رکھ دیا ہے۔وہ کہتا ہے کہ The society creates the crime and the criminal commits it تو جو بھی crime create ہوتا ہے وہ سوسائٹی کرتی ہے اور اس اثناء میں جبکہ دہشت گردی پورے پاکستان میں عروج پر تھی، جب دہشت گردی پر کوئی کنٹرول نہیں تھا، جب 60ہزار لوگ مرد، خواتین، بچے، بوڑھے، فوج کے جوانوں

اور پولیس کے جوانوں نے شہادت حاصل کی۔ منہ سے کہہ دینا بڑا آسان ہے لیکن 60 ہزار ایک بہت بڑی population کی ratio ہے جو اس دہشت گردی کی نذر ہو گئی۔ کسی صوبے کی کوئی writ نہیں تھی بلکہ writ دہشت گردی کی تھی، extremism کی writ تھی اور writ انتہا پسندی کی تھی۔ جہاں تک law enforcing agency کا تعلق تھا وہ خیبر سے لے کر کراچی تک total ineffective ہو گئی تھی۔ اس میں دہشت گردی صرف لوکل نہیں تھی بلکہ اس میں انٹرنیشنل ایجنسیاں بھی involve تھیں اور اس میں "را" involve تھی۔ میں اس ایوان میں صاف کہتا ہوں کہ اس میں "را" 90 فیصد involve تھی اور اس کے علاوہ 10 فیصد وہ ممالک involve تھے جو پاکستان کے دشمن تھے۔ میں یہاں پر سچی بات بتاؤں گا کہ کسی حکومت کو اُس وقت اس کے میکنزم کا پتا نہیں تھا کہ اس کو کس طرح سے کنٹرول کیا جائے۔ اس پر کافی میٹنگز ہو چکی تھیں۔ ساؤتھ وزیرستان ایک base تھا جہاں فوج operate کر رہی تھی، north وزیرستان میں فوج نہیں جا رہی تھی کیونکہ وہاں ایک حکومت جو اس وقت حاضر وقت تھی انہوں نے یہ اجازت نہیں دی تھی کہ آپ north وزیرستان میں جائیں۔ یہ علاقہ تقریباً terrorism کا ہیڈ کوارٹر تھا۔ یہاں پر میں پاک فوج کو خراج تحسین پیش کروں گا اور پورے معزز ایوان کی طرف سے پیش کروں گا کہ انہوں نے جو اس کا base تھا، جو ان کا ہیڈ کوارٹر تھا، جو communication on infrastructure تھا اور جو financial hub تھا اس کو totally ختم اور neutralize کر کے رکھ دیا ہے۔ آج پورے پاکستان میں دہشت گردی کا گراف تیزی سے نیچے آ رہا ہے جس پر میں بعد میں بات کروں گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہم پاکستان آرمی کو attribute کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر! جب پوری قوم نے یک جاں ہو کر یہ سمجھا کہ ہم جب تک اس دہشت گردی کو ختم نہیں کریں گے اس وقت ہم آگے نہیں بڑھ سکتے اور گورنمنٹ کا مقصد بھی دہشت گردی کو ختم کرنا تھا۔ لوگوں میں اس وقت جان آئی، قوت آئی، ایک جذبہ آیا جب پشاور میں ایک بہت بڑی tragedy آرمی پبلک سکول میں ہوئی جس میں تقریباً 144 بچے شہید ہوئے۔ اس کے بعد یہ قوم جاگی اور اس قوم نے سمجھا کہ ابھی اس دہشت گردی کے خلاف ہم سب نے لڑنا ہے۔ ساری political parties نے فیصلہ کیا کہ ہم نے لڑنا ہے۔ میں اُس میٹنگ میں خود بھی تھا جب 17 تاریخ کو ساری political parties اکٹھی ہوئیں۔ ان کا ایک ہی نعرہ تھا کہ دہشت گردی کو ہم سب نے مل کر ختم کرنا ہے۔ آج میں سمجھتا ہوں کہ اگر یہ دہشت گردی پاکستان سے مٹ رہی ہے، ختم ہو رہی ہے تو یہ ہماری

جو political parties ہیں، ہماری جو بھی سرکاری قوتیں ہیں، جو بھی ہماری law enforcing agencies ہیں یہ تمام کریڈٹ ان کو جاتا ہے۔

جناب سپیکر! جہاں تک National action plan ہے جو کہ 20 points پر مشتمل ہے جس میں ہماری پنجاب میں APEX Committee ہے جس کو ہمارے وزیر اعلیٰ پنجاب head کر رہے ہیں، اس میں ہمارے کور کمانڈر صاحب ہیں اور باقی ساری انٹیلی جنس ایجنسیاں ہیں۔ آج اگر میں آپ کو اس floor پر یہ بتادوں کہ جو پرفارمنس APEX Committee پنجاب کی ہے جس کو صرف آرمی ہی نہیں چلا رہی ہے اس کو انٹرنیشنل ایجنسیوں اور میڈیا ایجنسیوں نے بھی سراہا ہے کہ اس وقت پنجاب میں بہت اچھا کام ہو رہا ہے۔ اللہ کے کرم سے آپ خود بھی دیکھ رہے ہیں کہ دہشت گردی جو ہر alternative base پر کچھ نہ کچھ ہوتی تھی، ٹارگٹ کلنگ ہوتی تھی، suicide attacks ہوتے تھے، بھتہ خوری ہوتی تھی اس میں نمایاں کمی آگئی ہے۔ میں دو دن پہلے IB سے discuss کر رہا تھا کہ 28 سے 38 فیصد major crime میں کمی آگئی ہے۔ یہ اس لئے آئی ہے کہ ہماری Law Enforcing Agencies جس میں ہماری پولیس، ہماری CTD، انٹیلی جنس ایجنسیاں، ہماری آرمی اور رینجرز نے مل کر یہ آپریشن شروع کیا ہے اس سے یہ دہشت گردی کا گراف کم ہوا ہے۔ میں آپ کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ اگر یہی ہماری trace رہی تو انشاء اللہ بہت جلد اس خطے سے یہ دہشت گردی ختم ہو جائے گی۔ ہمارا سب سے بڑا امتحان کیا تھا؟ ہمارا سب سے بڑا امتحان کرکٹ میچ تھا۔ اس سرزمین پر لوگ کرکٹ کے crazy ہیں اور پاکستان کے خلاف انٹرنیشنل ورلڈ نے بائیکاٹ کر دیا تھا۔ ہماری کوتاہیوں کی وجہ سے سری لنکا ٹیم کے اوپر دہشت گردی ہوئی جس کی وجہ سے ICC نے totally ban کر کے رکھ دیا تھا۔ ہمارے پاس یہ ایک opportunity تھی جب زمبابوے ٹیم نے کہا کہ ہم نے پاکستان میں آکر میچ کھیلنے ہیں۔ میں دو تین چیزیں ایوان کے ساتھ share کروں گا۔ کافی ممالک جو ہمارے خلاف ہیں انہوں نے ہر زور لگایا، انہوں نے ہر عمل اختیار کیا کہ یہ میچز پاکستان میں نہ ہوں۔ جب زمبابوے ٹیم کے آنے سے پہلے کراچی میں blast ہوا تو تھوڑی hesitation تھی کہ اب یہ ٹیم نہیں آرہی ہے۔ ہم نے ان کو یقین دلایا کہ آپ آئیں ہماری سکیورٹی absolutely perfect ہے، ہم آپ کو full secure کریں گے اور آپ دیکھیں گے کہ میچز کس طرح ہوں گے۔ ہم نے ان کو convince کیا اور وہ وہاں سے چل پڑے۔ جب وہ دبئی پہنچے ان کے ٹیم مینجر Wilson کو اس کے cell پر ایک text آتا ہے کہ آپ پاکستان تو جا رہے ہیں لیکن وہاں آپ کے ساتھ وہی سلوک ہو گا جو آج کل داعش عراق اور شام میں کر رہی ہے کہ جہاں پر

لوگوں کے سر کٹ رہے ہیں۔ وہ گروپ آپ کے لئے بیٹھا ہے، آپ trap ہو جائیں گے اور آپ کی پوری ٹیم موت کے منہ میں چلی جائے گی۔ انہوں نے ہمیں یہاں پر لکھا کہ ہم دبئی ائرپورٹ پر ہیں اور ہمیں یہ massage ملا ہے۔ جس میں بہت بڑی threat ملی ہے۔ جب ہم نے وہ threat trace back کی تو ہمیں پتا چلا کہ وہ message New Delhi سے چلا تھا اور اس میں "را" involve تھی۔ "را" نے پورا plan کر کے اس کو یہ message دیا تھا۔ ہم نے تو ان کو convince کر دیا اور وہ آ گئے۔ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ "را" اور TTP کی کوئی efforts نہیں تھیں اور یہاں پر پانچ میچ ایک جگہ پر ہو رہے ہیں کیا وہ اس کو ٹارگٹ نہیں کریں گے؟ یہ بڑا easy target تھا۔ ہر میچ ادھر ہو رہا تھا اور مہمان ٹیم ایک ہی ہوٹل میں رہتی تھی لیکن میں یہاں پر پولیس، Law Enforcement Agencies اور رینجرز کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ جنہوں نے دن رات محنت کی، انہوں نے اپنے آپ کو motivate کر کے سب کو motivate کیا اور آج آپ کی انٹرنیشنل کرکٹ کی سیریز بحال ہو گئی ہیں اور سنا ہے کہ انشاءاللہ اگلے winter season میں سری لنکا کی ٹیم آ رہی ہے، بنگلہ دیش کی ٹیم آ رہی ہے، آئرلینڈ کی ٹیم آ رہی ہے اور آسٹریلیا کی ٹیم اگلے سال آ رہی ہے۔ یہ وہ law enforcement کی effectiveness تھی جنہوں نے آپ کی انٹرنیشنل ورلڈ میں اور خاص طور پر کرکٹ بورڈ میں ٹوٹل صورتحال بدل کر رکھ دی ہے---

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! آپ تھوڑا سا street crime پر بھی بولیں ناں---

وزیر داخلہ / تحفظ ماحول (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب سپیکر! میں اس پر بھی آ رہا ہوں---

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر!---

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ ان کو بولنے دیں۔ Floor ان کے پاس ہے---

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! اپوزیشن کے سوالات کے جوابات دیں---

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ منسٹر صاحب! please carry on.

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! جو پولیس کے اندر کالی بھیڑیں ہیں۔ یہ بتائیں کہ ان کو کب نکال رہے ہیں---

جناب سپیکر: جی، No, please. منسٹر صاحب! please carry on!

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر!---

جناب سپیکر: جی،ان کو بولنے دیں۔انہوں نے آپ کو توinterrupt نہیں کیا،آپ بھی انہیںinterrupt نہ کریں۔

وزیر داخلہ / تحفظ ماحول(کرنل(ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب سپیکر!ابھی تو میرے پاس یہ کافی facts ہیں جو میں نے ابھی آپ سے share کرنے ہیں۔۔۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! قذافی سٹیڈیم میں جو کچھ ہوا۔ ہم وہ discuss نہیں کرنا چاہتے۔۔۔

وزیر داخلہ / تحفظ ماحول(کرنل(ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب سپیکر! آپ اس کو بھی discuss کریں۔۔۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! یہ ہمیں بتائیں کہ جو کالی بھیڑیں پولیس کے اندر ہیں ان کو کب نکال رہے ہیں۔۔۔

وزیر داخلہ / تحفظ ماحول(کرنل(ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ میری تقریر آپ کو اچھی نہیں لگ رہی اس لئے آپ بار بار اس پر criticize کرنا چاہتے ہیں۔ میں جو overall picture آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: جی،وہ سوال بعد میں دیں گے پھر آپ سے جواب لے لیں گے۔آپ اپنی بات کریں۔ جی،.carry on

وزیر داخلہ / تحفظ ماحول(کرنل(ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب سپیکر! میں ہر چیز cover کر رہا ہوں۔اس صورتحال کو international world نے دیکھا تو آج اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے چین 46 ملین ڈالر کی انوسٹمنٹ اس ملک میں کر رہا ہے اور یہ اس لئے کر رہا ہے کہ آپ کی security situation بالکل آج کل international world میں satisfactory بیان کی جاتی ہے۔ اگر آپ moody rating دیکھیں تو پاکستان اپنی rating سے ہر دن اوپر جا رہا ہے۔وہ اس لئے کہ آپ کی سکیورٹی مینجمنٹ دن بدن بہتر ہوتی جا رہی ہے اور اس سے ہمارے پاکستان کا overall image بہت اچھا اور بڑا positive جا رہا ہے۔ خاص کر اس میں صوبہ پنجاب کی بہت بڑی contribution ہے because Punjab is the largest province with population اور ہم GDP میں جو contribute کر رہے ہیں تو اس کا کریڈٹ میاں محمد شہباز شریف کو جاتا ہے۔

جناب سپیکر! perceptions ہوتی ہیں اور ہر تھانہ کلچر میں perception ہمیشہ یہی تھیں۔ میں یہاں پر خیبر پختونخوا کی بات نہیں کرنا چاہتا ہوں اور مجھ سے بہتر خیبر پختونخوا کے بارے میں کوئی نہیں جانتا ہے۔۔۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! آپ ضرور خیبر پختونخوا کی بات کریں، آپ لوگوں کے مسائل بھی حل کریں۔۔۔

وزیر داخلہ / تحفظ ماحول (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب سپیکر! ڈاکٹر مراد راس صاحب! آپ میری بات سنیں کہ یہ جتنے بھی points ہمارے سامنے اٹھا رہے ہیں۔ یہی exact points پاکستان مسلم لیگ (ن) آج ادھر خیبر پختونخوا اسمبلی میں اٹھا رہی ہے اور وہ اسی طرح criticize کر رہے ہیں کہ یہاں پر کچھ نہیں ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر! اب میں تھانہ کلچر پر ہی آتا ہوں کیونکہ میرے دوست جو اپوزیشن میں بیٹھے ہیں وہ کہتے ہیں کہ street crime پر بات کروں اور چھوٹے چھوٹے crime پر بات کروں تو پہلے میں اس پر آجاتا ہوں۔ تھانہ کلچر پر بڑی بحث ہوئی ہے اور وزیر اعلیٰ پنجاب نے تقریباً کوئی چار پانچ سال پہلے پولیس کی تنخواہیں بہت بڑھائیں اور اسی پر سارے متفق تھے کہ ان کی تنخواہیں بڑھا دیں تو ان کی performance بہتر ہو جائے گی لیکن ہم نے patchwork کیا ہے تو اس سے ان کی performance بہتر نہیں ہوئی۔ اس کے بعد یہ سوچا گیا کہ تھانہ کلچر کی جو overall policy ہے ہم نے اس کو بدلنا ہے۔ وہ ایک complainant police میں stab in کرتا ہے اور جب تک اس کا کیس decide نہیں ہوتا، یہ جیل خانہ جات تک ایک procedure ہے اور ایک پورا process ہے اس پر پنجاب حکومت نے غور شروع کر دیا ہے۔ اس پر کچھ reforms already onground آچکی ہیں، کچھ reforms already ground پر آرہی ہیں اور ہم اپنی capacity building کے مطابق یہ reforms لاگو کر رہے ہیں۔ میں آپ کو یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ ہم نے اس کو کس طرح in order pace کیا ہے۔ ہماری پولیس کی سب سے بڑی دو weaknesses تھیں، ایک political interference یعنی جو ہماری پولیس کی basic political induction تھی وہ ہمیشہ political ہوتی تھی۔ جب میں خود پہلی بار ایم پی اے بنا تو مجھے بتا دیا گیا تھا کہ آپ 20 لوگوں کا نام دیں اور ہم وہ پولیس میں بھرتی کریں گے تو ہم بڑے خوش ہوئے کیونکہ ہمیں اس پر بڑے ووٹ ملتے ہیں۔ ہم نے پھر 20 لوگوں کے نام دے دیئے لیکن جو damage اس نے کیا ہے، یہ آج کل جس طرح ہمارے بھائی

بات کر رہے ہیں۔ یہ وہی damage ہے جو کہ کانسٹیبل میں خرابی شروع ہوتی ہے تو سب سے پہلے ہم نے اس کو arrest کیا، ہم نے اس بار پانچ ہزار پولیس کی recruitment کی ہے جو کہ NTS کے ذریعے ہوئی ہے۔ وہ لوگ جون میں پاس آؤٹ ہو گئے ہیں آپ جا کر ان کی performance دیکھ لیں، ان کی بیرک دیکھ لیں، ان کی ٹریننگ دیکھ لیں اور ان کی motivation دیکھ لیں، totally different from rest of the crowd ہم نے CTD میں 1500 کی induction کی ہے وہ totally on merit through NTS کی ہے آپ ان کی performance دیکھ لیں، جو بھی آج کل نیشنل ایکشن پلان ہے، field میں CTD alongwith law enforcing agencies میں کام کر رہے ہیں اور deliver بھی کر رہے ہیں۔ ہم نے پانچ ایس آئی بھرتی کئے ہیں جو کہ آج ایلیٹ سکول میں ٹریننگ کر رہے ہیں۔ انہوں نے سہالہ میں اپنا ایک سال پورا کر دیا ہے تو آپ ان کو دیکھیں اور ان کی performance دیکھیں۔ ہماری induction میں پالیسی بالکل transparent ہونی چاہئے۔ ان کی qualification، میڈیکل اور باقی ٹیسٹ بالکل قانون کے مطابق ہونے چاہئیں اور ہم اس پر گامزن ہو گئے ہیں۔ ہماری جو دوسری بڑی weakness تھی وہ اس آئی ٹی کے زمانے میں ہماری پوری پولیس فورس میں IT intervention zero تھی۔ آج کل پوری دنیا IT intervention پر اعتماد کر رہی ہے۔ جب ہم ملک سے باہر جاتے ہیں اور پولیس والوں کو نہیں دیکھتے، ہمیں سڑک پر کوئی پولیس والا نظر آتا ہے اور نہ کسی اور جگہ پر نظر آتا ہے کیونکہ انہوں نے اتنی IT intervention کر کے رکھ دی ہے کہ پولیس کی سڑک پر موجودگی کی ضرورت نہیں ہوتی، ساری چیزیں کیمرہ مانیٹر کر رہا ہوتا ہے اور وہ سکرین پر دیکھ کر جہاں پر problem ہوتی ہے وہاں پہنچ جاتے ہیں۔ ہم نے سمجھا ہے کہ جب تک IT intervention بڑے شہروں میں نہیں آئے گی تو یہ پولیس آگے progress نہیں کر سکتی ہے اور پولیس کی human capacity اپنی limit تک پہنچ گئی ہے تو ہم نے اس کو enhance کس طرح کرنا ہے وہ آئی ٹی کے ساتھ کرنا ہے اس کے لئے ہمارا Safe City Project شروع ہے جو اس کو دیکھنا چاہتا ہے وہ پولیس لائن میں بن رہا ہے اور تقریباً اس پر 80 فیصد کام ہو گیا ہے۔ ہم نے تقریباً آئی ٹی کی سات انٹرنیشنل کمپنی کو شارٹ لسٹ کر دیا ہے اور یہ سات کمپنیاں ایک مہینے کے اندر PRF documents submit کریں گی اس کے بعد کسی ایک کو Bed ملے گا اور ہم اس پر کام شروع کر دیں گے۔ ہم نے پہلے فیز میں تقریباً eight hundred points لاہور میں رکھے ہیں جس پر کیمرے نصب ہوں گے۔ اب اس پر کتنے کیمرے نصب ہوں گے میں سمجھتا ہوں کہ about eighty

thousand cameras first phase میں آئیں گے جو کہ دسمبر تک ہمارا first phase شروع ہو جائے گا۔اس میں کیا چیز ہو گی city surveillance ہو گی crime surveillance ہو گی،اس کے علاوہ rescue اور services بھی اس میں ہوں گی اور اس کے علاوہ Change Management System ہو گا۔یہ Change Management System ایک accountability system ہے جو کہ خود بخود IT کی وجہ سے چل رہا ہوتا ہے اور یہ جو Change Management System ہے یہی ہم چاہتے ہیں کہ پولیس میں یہ چیز آ جائے جو کہ انفارمیشن ٹیکنالوجی کے بغیر نہیں آ سکتی ہے۔یہ ایک accountability ہوتی ہے جس سے آپ کا مینجمنٹ سسٹم پورا change ہو جاتا ہے۔جن ممالک میں ہم گئے street crime rate دنیا میں سب سے زیادہ میکسیکو میں ہے۔انہوں نے ہمیں بتایا کہ جب سے ہم نے safe city project قائم کیا ہے ہمارا commission کرگیا ہے۔اسی crime rate forty percent drop طرح لندن، بیجنگ، شنگھائی، ترکی، انقرہ اور استنبول میں ہر جگہ crime rate drop ہوا ہے۔ انشاءاللہ تعالیٰ یہ سلسلہ جب چل پڑے گا تو میں آپ کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ یہ صرف لاہور میں نہیں چلے گا باقی شہروں میں بھی اس کو ہم شروع کرنے والے ہیں۔اس کی ہم نے اتھارٹی بھی بنا دی ہے اور اس سے انشاءاللہ تعالیٰ لاء اینڈ آرڈر میں اور crime prevention میں بہت زیادہ ہمیں مدد ملے گی۔

جناب سپیکر!ہم نے اب پولیس کو categories کر دیا ہے،پہلے ایک پولیس تھی وہ mounted police بھی تھی وہ counter terrorism کا کام بھی کرتی تھی وہ watch and ward کا کام بھی کرتی تھی یعنی وہ ہر چیز کرتی تھی ہر فن مولا تھی and that is why police was not effective there. جس طرح باہر کے ممالک میں ہوتا ہے،ہم نے پولیس کو totally segregate کرکے رکھ دیا ہے اور ہم نے ہر پولیس ڈیپارٹمنٹ کو ایک specialize department بنا دیا ہے۔جس طرح کہ CTD ہے یہ totally independence of the police ہے،اس میں پولیس کو اس قسم کی ٹریننگ نہیں دی گئی ہے ان کو intelligence کی ٹریننگ دی گئی ہے،ان کو انوسٹی گیشن کی ٹریننگ دی گئی ہے اور ان کو آپریشن کی ٹریننگ دی گئی ہے۔یہ intelligence wise dominant ہے،اس میں بڑے پڑھے لکھے لوگ ہیں،ہماری بیٹیاں اور بیٹے جو اس میں شامل ہیں وہ بڑے پڑھے لکھے لوگ ہیں۔میں آپ کو اس معزز ایوان میں یہ بھی بتا دینا چاہتا ہوں کہ اس وقت ہمارے پاس یہ لوگ ایک ہزار کے لگ بھگ ہیں،ان کی جو output ہے

intelligenceکی جوoutputہے،ان کاarrestکرنے کا جو طور طریقہ ہے،ان کا جو operation modeہے، میں سمجھتا ہوں کہ وہ دنیا کے اچھےcounter terrorism forceسے کم نہیں ہے بلکہ ان کے لگ بھگ اور بالکل برابر ہے۔یہ ہماری counter terrorism forceکی performanceہے جو میں نے آپ کی خدمت میں عرض کی ہے۔

جناب سپیکر!اس کے بعد میں عرض کروں گا کہ ہم نےelite forceکو بھی بہتر کر دیا ہے، یہ کہتے ہیں کہ elite forceکس کے لئے ہے؟میں آپ کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ پرائم منسٹر،چیف منسٹر چاہے وہ جو بھی ہو،اس کی Security as per the Blue Book stateکی ذمہ داری ہے کہ اس کوsecureکرے۔یہ میںAs per Blue Bookعرض کر رہا ہوں۔

میاں محمد اسلم اقبال:جناب سپیکر!آپ پر غریب عوام کی بھی تو ذمہ داری ہے۔

وزیر داخلہ / تحفظ ماحول(کرنل(ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ):جناب سپیکر!اب ذرا ٹھہر تو جا،تو غریب نہیں ہے،توچپ ہو جا۔قوم کی سب سے بڑی عزت ہی یہی ہوتی ہے کہ ان کی جو لیڈر شپ ہوتی ہے وہ secureہونی چاہئے،اگر لیڈر شپ ہی secureنہیں ہوتی ہے تو قوم نے کیاsecureہونا ہے اس لئےAs per the Blue Book, totally as per the Blue Bookجوrules and regulationکہتے ہیں اس کے مطابق کیا جائے۔پرائم منسٹر،چیف منسٹر کو یہcriticizeکر رہے تھے،ان کو جتنی بھی سکیورٹی چاہئے۔ان کی سکیورٹی میں کوئی کمی نہیں ہو گی اور ان کو جتنی بھی سکیورٹی چاہئے ہو گی وہ مہیا کی جائے گی۔باقی جہاں تکelite forceکا تعلق ہے اس کو تقریباً ہر جگہ سے نکال دیا گیا ہے اور ان کی ہم نے موبائل ٹیمیں بنا دی ہیں۔آپ کے پاس اس وقت تقریباً سات ہزارelite police force for operation availableہے اور یہی پولیس فورس ہر جگہ پرas rapid deployment force deployہوئی ہے اور یہ بڑیeffectiveکام کر رہی ہے۔ان کی ہم نے ٹریننگ بھی تبدیل کر دی ہے۔ہر تین مہینے کے بعد یہ فیلڈ میں جا کر ٹریننگ کرتے ہیں،فائرنگ کرتے ہیں،ان کی ٹریننگ کا سلسلہ،صرف ان کا ہی نہیں بلکہ ہماری جتنی بھیforcesہیں جو بھی specialize forcesہم نے بنا دی ہیں ان سب کا ٹریننگ کا سسٹم ہم نےtotally changeکر دیا ہے۔ہم simulatorلا رہے ہیںdriving simulatorلا رہے ہیں اور نیاequipmentآ رہا ہے اس قسم کی چیزیں لا رہے ہیں تاکہ یہ لوگ اس سے مستفید ہوں اورeffectivelyکام کریں۔میرے بھائی میاں محمد اسلم کی سکیورٹی کا بھی خیال رکھیں گے۔

جناب سپیکر! ہم نے Ride Police بنا دی ہے جو کہ صرف ride کے لئے استعمال ہو گی normally watch and ward کے لئے وہ استعمال نہیں ہو رہی ہے، mounted police ہم نے کر دی ہے، ہمارے پاس کوئی اسی نوے گھوڑے بھی آ گئے ہیں۔ جس طرح میں نے پہلے بھی کہا ہے کہ terrorism نے ہم کو totally کھوکھلا کر کے رکھ دیا ہے تو اس کی بجائے ہمارے پاس اب یہ mounted police بھی آ جائے گی تو یہاں پر جو riders وغیرہ ہوں گے تو ان کو Ride Police control کر لیا کرے گی۔

جناب سپیکر! اس طرح ہم ایک special protection unit بنا رہے ہیں، یہ جو Pak China economic corridor ہے اس سلسلے میں کافی چائیز نے پاکستان میں آنا ہے اور already اس وقت پاکستان میں، پنجاب میں کوئی ساڑھے تین ہزار کے قریب موجود ہیں۔ ان کی سکیورٹی ہماری اوّلین ترجیح ہے، اس کے لئے ہم نے Special Protection Unit raise کر دیا ہے، اس میں تقریباً کوئی پانچ سے چھ ہزار لوگ ہوں گے اور ابھی already جو recruits کی پاسنگ آؤٹ پریڈ ہو گئی ہے دو ہزار ہم نے ان میں سے لے لئے ہیں، دو اڑھائی ہزار ہمارے پاس اور ہیں اس کو ہم بڑی effective force raise کریں گے۔ یہ totally Chinese لوگوں کی سکیورٹی پر تعینات ہو گی اور ابھی چائنیز اور زیادہ آ رہے ہیں۔ اس کے لئے آرمی پورا ایک division raise کر رہی ہے جو کہ تقریباً دس بٹالین پر مشتمل ہو گی اور وہ ہمارے ساتھ مل کر کام کرے گی اور یہ جتنے بھی چائنیز آ رہے ہیں ان کی سکیورٹی کے لئے انشاءاللہ تعالیٰ یہ police force deploy ہو گی۔ اس کے بعد جہاں تک interrogation کی بات ہے اس کے لئے ہماری ایک forensic lab بن گئی ہے، اگر کسی نے یہ نہ دیکھی ہو تو میں اپوزیشن کے معزز ممبران سے request کروں گا کہ آپ جائیں اور forensic lab دیکھیں، میں اس پر detail بات نہیں کروں گا آپ خود جا کر دیکھیں اور پھر آپ اپنا opinion اسی ایوان میں دیں اور پورے ایوان کو اس بارے میں بتائیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! اس کے ساتھ تھانوں کا visit بھی کروا دیں۔

وزیر داخلہ / تحفظ ماحول (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب سپیکر! تھانوں کا بھی visit کروا دیں گے، جس طرح آپ کی طرف سے کہا گیا کہ جوتوں کی فیکٹری میں تھانہ بنا ہوا ہے، وہاں پر بھی جائیں گے۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! سب اکٹھے جاتے ہیں۔

وزیر داخلہ / تحفظ ماحول (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب سپیکر! میں نے آپ کو کبھی یہ نہیں بتایا کہ ہر چیز اچھی ہے، میں نے اس لئے آپ سے کہا کہ آپ کی جو criticism تھی اس میں سے کافی positive points بھی تھے جو میں نے note بھی کر لئے ہیں، اس پر ہم کوشش کریں گے کہ ان کو بھی بہتر بنائیں لیکن ہم آگے کی طرف بڑھ رہے ہیں، ہم آگے کی طرف جا رہے ہیں progress کر رہے ہیں اور انشاءاللہ لاء اینڈ آرڈر کو Law Enforcing Agencies کو بہتر سے بہتر کریں گے اور انشاءاللہ آپ لوگوں کی سکیورٹی کے لئے کر رہے ہیں۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! تھانوں کو بھی improve کریں۔

جناب سپیکر: پلیز! آپ ان کو interrupt نہ کریں۔

وزیر داخلہ / تحفظ ماحول (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب سپیکر! یہاں پر سپیشل برانچ کی بھی بات ہوئی تھی، سپیشل برانچ کو ہم مکمل طور پر بند کر رہے ہیں، سپیشل برانچ کو ہم محکمہ پولیس سے totally نکال رہے ہیں، اس میں ہم اچھے educated لوگ نوجوان لڑکے اور لڑکیوں کو بھرتی کر رہے ہیں۔ آج کل ہمارا یہ add آنے والا ہوگا اور ہم اس میں پہلے phase میں چھ سو لوگوں کو induct کر رہے ہیں۔ ان کو ہم تقریباً چھ ماہ کی ٹریننگ دیں گے، اس کے بعد ان کی Master Training ہوگی، اس کے لئے ترکی سے expert آئیں گے جو ان کو trained کریں گے، یہ فیلڈ میں جائیں گے تو آپ کو پتا چل جائے گا۔ اس کے علاوہ یہ totally ایک سویلین ادارہ بن جائے گا اس میں یہ perception نہیں ہوگی کہ یہ بیمار ہے، category down ہے وہ اپنی ڈیوٹی نہیں کر سکتا تو وہ پولیس ڈیپارٹمنٹ سے سپیشل برانچ میں آ جاتا ہے۔ اس سپیشل برانچ کو ہم انشاءاللہ state of the art organization بنائیں گے اور اس پر کام ہم نے already شروع کر کے رکھ دیا ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! موجودہ سپیشل برانچ والے تو سبزیوں کے بھاؤ معلوم کر رہے ہوتے ہیں۔

وزیر داخلہ / تحفظ ماحول (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب سپیکر! بالکل! اس معاملے میں آپ سے agree کرتا ہوں اسی لئے ہم اس کو بہتر کر رہے ہیں security umbrella کے تحت ہم اس کو بہتر کرنا چاہتے ہیں۔

جناب سپیکر: ان کو تقریر کرنے دیں۔ No cross talk.

وزیر داخلہ / تحفظ ماحول (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب سپیکر! میں آپ کو یہاں پر ایک دو اور چیزیں بتا دیتا ہوں کہ اس وقت ہماری جو لاء اینڈ آرڈر کی situation ہے اور ہماری یہاں پر APEX Committee بنی ہوئی ہے۔ National action plan میں جو cases ہمارے پاس آئے تھے اس میں سے ہم نے تقریباً 23 ہزار 620 تھے۔ یہ وہ لوگ تھے terrorism میں directly یا indirectly ملوث تھے betting، financing کر رہے تھے، harbor کر رہے تھے یا خود involve تھے۔ وہ تقریباً 23 ہزار 620 تھے۔ accused Arrested کی تعداد 25 ہزار 602 جن کے چالان submit کئے گئے وہ 80 ہزار 471 لوگ تھے۔ جن لوگوں کی conviction ہوئی ہے ان کی تعداد 2 ہزار 499 ہے۔ ان کی courts نے already conviction کر لی ہے اور باقی جو ہیں وہ انشاء اللہ تعالیٰ آنے والے دنوں میں convict ہو جائیں گے۔ 208 ہمارے پاس ایسے cases تھے جو ساری intelligence agencies نے مل کر ہمیں ان کے نام دیئے ہیں۔ پنجاب میں ان کی ٹوٹل تعداد 208 ہے جن میں سے ابھی تک ہم نے 77 کو پکڑ لیا ہے اور باقیوں کو پکڑنے کی کوشش ہو رہی ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ وہ روپوش ہو گئے ہیں، اس صوبے سے باہر نکل گئے ہیں یا وہ وزیرستان چلے گئے ہیں لیکن انشاء اللہ تعالیٰ ہم نے ان کو چھوڑنا نہیں۔ ہم نے طے کیا ہے کہ ہم نے terrorism ختم کرنا ہے کیونکہ یہ سارے لاء اینڈ آرڈر کی جڑ ہے۔ جب تک ہم نے terrorism کو redress نہ کیا تو یہ لاء اینڈ آرڈر ٹھیک نہیں ہو گا اس لئے ہم نے سب سے پہلے terrorism اور ساتھ ساتھ لاء اینڈ آرڈر کو بھی ٹھیک کرنا ہے۔

معزز وزراء: جناب سپیکر! اب تقریریں بس کریں۔

وزیر داخلہ / تحفظ ماحول (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب سپیکر! مجھے پتا نہیں کہ ہمارے بنچوں پر جو لوگ بیٹھے ہیں ان کو کیا جلدی ہے؟ (قہقہے)

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! ان بے چاروں کو روزہ لگ رہا ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! یہ سارے آپ کے خلاف ہیں۔

جناب سپیکر: کوئی بھی خلاف نہیں ہے۔

وزیر داخلہ / تحفظ ماحول (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب سپیکر! میں نے آج جو اتنی لمبی چوڑی بات کی ہے اس argument کے تحت میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت کٹوتی کی جو تحریک زیر بحث

ہے جس پر معزز ممبران حزب اختلاف نے کہا ہے کہ ایک روپیہ دے دو،آپ ایک روپیہ دے کر پوری پولیس کو unemployed کر دیں گے لہٰذا میں درخواست کرتا ہوں کہ ان کی کٹوتی کی یہ تحریک مسترد کی جائے اور 87۔ارب 8 کروڑ 53 لاکھ 47 ہزار روپے کی رقم منظور کی جائے۔ شکریہ

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم 87۔ارب 8 کروڑ 53 لاکھ 47 ہزار روپے کی کل رقم بسلسلہ مطالبہ زر نمبر PC-21013 پولیس کم کر کے ایک روپیہ کر دیا جائے۔"

(تحریک نامنظور ہوئی)

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 87۔ارب 8 کروڑ 53 لاکھ 47 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2016 کو ختم ہونے والے مالی سال 16-2015 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "پولیس" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

جناب سپیکر: اب وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر PC-21018 زراعت پیش کریں۔

معزز ممبران حزب اختلاف: پہلے ہیلتھ کو take up کر لیں۔

جناب سپیکر: میں پہلے زراعت کو لے رہا ہوں۔

مطالبہ زر نمبر PC-21018

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا): میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ:

"ایک رقم جو 8۔ارب 27 کروڑ 74 لاکھ 65 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2016 کو ختم ہونے والے مالی سال 16-2015 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "زراعت" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک رقم جو 8۔ ارب 27 کروڑ 74 لاکھ 65 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2016 کو ختم ہونے والے مالی سال 16-2015 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "زراعت" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

مطالبہ زر نمبر PC-21018 میں کٹوتی کی تحریک مندرجہ ذیل ممبران کی طرف سے موصول ہوئی ہے: میاں محمود الرشید، جناب محمد عارف عباسی، سید اعجاز حسین بخاری، جناب احمد خان بھچر، جناب محمد سبطین خان، میاں محمد اسلم اقبال، ڈاکٹر مراد راس، جناب احمد علی خان دریشک، محترمہ سعدیہ سہیل رانا، محترمہ راحیلہ انور، محترمہ ناہید نعیم، راجہ راشد حفیظ، جناب اعجاز خان، میاں ممتاز احمد مہاروی، جناب وحید اصغر ڈوگر، جناب خان محمد جہانزیب خان کھچی، سردار علی رضا خان دریشک، ملک تیمور مسعود، جناب آصف محمود، ڈاکٹر نوشین حامد، جناب خرم شہزاد، جناب مسعود شفقت، جناب ظہیر الدین خان علیزئی، جناب جاوید اختر، محترمہ نبیلہ حاکم علی خان، محترمہ شنیلا رُوت، جناب محمد صدیق خان، ڈاکٹر صلاح الدین خان، جناب عبدالمجید خان نیازی، محترمہ نگہت انتصار، چودھری مونس الٰہی، جناب احمد شاہ کھگہ، سردار وقاص حسن موکل، ڈاکٹر محمد افضل، چودھری عامر سلطان چیمہ، محترمہ باسمہ چودھری، سردار محمد آصف نکئی، محترمہ خدیجہ عمر، قاضی احمد سعید، خواجہ محمد نظام المحمود، سردار شہاب الدین خان، رئیس ابراہیم خلیل احمد، مخدوم سید مرتضیٰ محمود، مخدوم سید اکبر علی محمود، میاں خرم جہانگیر وٹو، محترمہ فائزہ احمد ملک، ڈاکٹر سید وسیم اختر، جناب احسن ریاض فتیانہ! آپ میں سے کون move کرے گا؟

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ:

"8۔ ارب 27 کروڑ 74 لاکھ 65 ہزار روپے کی کل رقم بسلسلہ مطالبہ زر PC-21018 زراعت کم کر کے ایک روپیہ کر دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"8۔ ارب 27 کروڑ 74 لاکھ 65 ہزار روپے کی کل رقم بسلسلہ مطالبہ زر PC-21018 زراعت کم کر کے ایک روپیہ کر دی جائے۔"

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا): جناب سپیکر! I oppose.

جناب سپیکر: opposed جی، محترمہ!

محترمہ راحیلہ انور: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! میں اس سے پہلے زراعت پر بہت دفعہ بول چکی ہوں اور ہر دفعہ۔۔۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز، آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔ جی، محترمہ صاحبہ!

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! زراعت پر بہت سی ایسی باتیں ہیں جن کا میں پہلے بھی بہت دفعہ ذکر کر چکی ہوں چونکہ میرا background اسی فیملی سے ہے لیکن آج تک مجھے اس کا جواب دیا گیا ہے اور نہ اس پر کوئی کام ہوا۔ بہر حال پھر بھی میری یہ ڈیوٹی ہے کہ میں بار بار آپ کی وساطت سے اس ہاؤس کو یقین دہانی کراتی جاؤں کہ ہم غافل نہیں ہیں ہمیں بھی پتا ہے کہ ہمارے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔ ہمارے ساتھ سب سے بڑا ظلم یہ ہوا جو میں نے اگلے دن بھی ذکر کیا کہ جو دریائے جہلم کا پانی ہے وہ مختلف ضلعوں میں تقسیم کر دیا گیا بجائے اس کے کہ وہ پانی ہمیں دیا جاتا جس پر جہلم والوں کا حق ہے۔ ہم آج پانی کی ایک ایک بوند کے لئے ترس رہے ہیں۔ آپ سے ایک نہر مانگی تھی یہ آج سے نہیں بلکہ یہ میرے father کے ٹائم سے مطالبہ چلا آ رہا ہے جب وہ ایم این اے تھے کہ ہمیں ایک نہر دی جائے جو کہ بہت ہی practical اور feasible ہے۔ ہمارے منہ کے سامنے ڈیم بنا ہوا ہے، ہمارے منہ کے سامنے رسول بیراج سے نہریں نکل رہی ہیں جو مختلف ضلعوں کو جاتی ہیں۔ ہم نے کیا قصور کیا ہے، جہلم والوں کا کیا قصور ہے؟ میں ہر دفعہ اس ایوان سے سوال کرتی ہوں کہ ہمیں پانی سے کیوں محروم رکھا گیا ہے؟ زراعت پانی کے بغیر ممکن نہیں ہے اور وہاں پر کوئی ایسا کاشتکار بھی نہیں ہے ماسوائے چند کے جو بڑے کاشتکار کہلائیں، وہاں چند ایکڑ زمین والے کاشتکار زیادہ ہیں۔ اس کے علاوہ میں ایک چھوٹا سا ذکر کروں گی کہ ابھی وہاں پر جو کول پراجیکٹ شروع ہوا ہے کیا کسی نے وہاں پر practically جا کر دیکھا؟ ہماری زمینیں تو already پانی کی وجہ سے بنجر اور ویران ہیں۔ اگر پانی ہے بھی تو وہ بھی سالٹ مائنز کی وجہ سے اس میں نمک ہے اور وہ اس قابل نہیں ہے کہ اس سے کاشت کی جائے۔ انہوں نے شہر کے نزدیک کول پراجیکٹ شروع کیا ہے جس سے وہاں کے لوگوں کی زندگیوں کو خطرہ ہے۔ آپ کو پتا ہے، مجھے بھی پتا ہے اور جو بھی کوئی educated بندہ ہو گا اس کو اتنی sense ہے کہ اس کول پراجیکٹ سے جو دھواں نکلے گا جو گیسیز نکلیں گی ان کا impact اس آبادی پر کیا ہو گا؟ اس سے کینسر ہو سکتا ہے اور نہ جانے کتنی بیماریاں ہو

سکتی ہیں۔ ہم تو alreadyاس علاقے سے ہیں جہاں کہتے ہیں کہ ہم مرے ہوئے ہیں آپ لوگ ہمیں زندہ تصور نہیں کرتے ہیں کیونکہ ہمیں آج تک ان حکومتوں نے کچھ نہیں دیا۔ میری اپنی فیملی اقتدار میں رہی لیکن sorry to say آج اس لئے مجھے ان حزب اختلاف کے بنچوں پر بیٹھنا پڑا کہ وہاں میرے علاقے کو کچھ نہیں ملا۔ پانی زراعت کی بنیادی ضرورت ہے۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ نے اپنی کٹوتی کی تحریک زراعت کے حوالے سے دی ہے لہٰذا اسی تک محدود رہ کر بات کریں۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! زراعت کا تعلق آبپاشی سے ہے اور پانی کے بغیر زراعت ممکن نہیں ہے۔ زراعت اور آبپاشی side by side چلتے ہیں۔ یہاں ایوان میں نذر گوندل صاحب بیٹھے ہیں اور وہ میرے ہی علاقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ میری باتوں کی تصدیق ان سے کر سکتے ہیں۔ بہر حال میری اس ایوان سے بڑی humble request ہے کہ ہمیں انسان سمجھا جائے۔ بے شک وہ چھوٹا شہر ہے لیکن انہوں نے ہمیشہ مسلم لیگ (ن) کو ووٹ دے کر یہ ثابت کیا ہے کہ وہ آپ کے ساتھ ہیں لہٰذا مسلم لیگ (ن) کو بھی ان لوگوں کے ساتھ وفا کرنی چاہئے۔ ہمارے علاقے میں جب زیادہ بارش ہو جاتی ہے، آندھی طوفان آتا ہے یا بارش نہیں ہوتی تو لوگ ایک ایک دانے کے لئے ترستے ہیں کیونکہ وہاں پر زیادہ بارش ہو جائے تو گندم تباہ ہو جاتی ہے اور اگر بارش نہ ہو تو پھر بھی گندم کی فصل نہیں ہو پاتی کیونکہ ہمارے علاقے میں پانی نہیں ہے۔

جناب سپیکر! میں نے یہاں ایوان میں بڑے بڑے دعوے سنے ہیں۔ میرا تعلق جس گاؤں سے ہے میں وہاں پر چھ مہینے گزارتی ہوں اور باقی چھ ماہ میں شہر جہلم میں رہتی ہوں۔ میں نے practically وہاں پر کچھ نہیں دیکھا۔ حکومت نے وہاں کے زمینداروں کو کسی قسم کی کوئی سہولت نہیں دی۔ پچھلی مرتبہ بجٹ کے موقع پر میں نے بار بار درخواست کی تھی کہ شدید بارشوں اور ژالہ باری کی وجہ سے وہاں کی فصلیں تباہ ہو گئی ہیں۔ اس وقت وہاں کا کسان رُل رہا ہے اور کسانوں کے بہت بُرے حالات ہیں۔ یہ حکومت کی ذمہ داری ہے کہ ان کسانوں کی مدد کرے۔ مجھے یہاں ایوان میں یقین دہانی کرائی گئی تھی کہ انشاءاللہ اس علاقے کے کسانوں کے لئے کچھ نہ کچھ ضرور کیا جائے گا لیکن آج تک کچھ نہیں کیا گیا۔ جب اس طرح کی کوئی آفت آتی ہے، جب کاشتکار یا زمیندار کسی قدرتی آفت سے affect ہوتا ہے تو حکومت وقت کا فرض بنتا ہے کہ اس کی مدد کرے۔ ہمارے علاقے کے لوگوں کے لئے اس بجٹ میں کچھ تو رکھیں۔ ناگہانی آفتوں کی وجہ سے ہمارے علاقوں کے جو لوگ متاثر ہوئے ہیں ان کے لئے اس

بجٹ میں رقم مختص کی جائے۔یہ ہمارا حق بنتا ہے کیونکہ ہم بھی اسی ملک پاکستان کے شہری ہیں۔جس طرح حکومت بڑے شہروں میں لوگوں کو accommodate کرتی ہے اسی طرح ہمارے علاقے کے قدرتی آفتوں سے متاثرہ لوگوں کی مدد کی جائے۔ان بڑے شہروں میں تو سب ٹھیک ہے لیکن ہمارے چھوٹے شہر یا علاقوں میں سب ok نہیں ہے۔میرے ایک بھائی نے بار بار کہا کہ ان کے علاقے میں visit کرکے دیکھیں۔میں بھی کہتی ہوں کہ آئیں میرے علاقے میں لوگوں کے حالات دیکھیں۔میں آپ کو لے کر چلوں گی،نذر حسین گوندل صاحب میرے ساتھ چلیں۔وہ میرے بھائی ہیں اور میرے دل میں ان کے لئے انتہائی احترام ہے۔ان کو علم ہے کہ ہمارے علاقے کے لوگوں کے کیا مسائل ہیں۔یہاں میں ایک ایک مسئلہ discuss نہیں کرنا چاہتی کیونکہ اس کے لئے بہت زیادہ وقت درکار ہوگا۔میں صرف یہ کہنا چاہتی ہوں کہ وہاں میرے علاقے کا کاشتکار اس وقت تباہ حال ہے۔مہربانی کر کے ہمارے کاشتکاروں کو relief دیا جائے۔براہ مہربانی ہمیں بھی انسان سمجھا جائے،براہ مہربانی ہمارے لئے بھی وہ سب کچھ کیا جائے جو آپ اپنے لوگوں کے لئے کرتے ہیں۔شاید ہم آپ کے اپنے نہیں ہیں حالانکہ ہمارے علاقے کے لوگوں نے پاکستان مسلم لیگ(ن) کو ہی ووٹ دیئے ہیں۔بہت شکریہ

جناب سپیکر:مہربانی۔قاضی احمد سعید صاحب!

قاضی احمد سعید:جناب سپیکر!پاکستان ایک زرعی ملک ہے اور خصوصاً پنجاب کی زیادہ تر آبادی کا تعلق شعبہ زراعت سے ہے۔آپ کا تعلق بھی ماشاء اللہ ایک سیاسی اور زرعی گھرانے سے ہے۔زراعت کے حوالے سے کٹوتی کی تحریک اس لئے پیش کی گئی کیونکہ شعبہ زراعت کا بیڑہ غرق کر دیا گیا ہے اور اس وقت کسان کا کوئی پُرسان حال نہیں۔پنجاب میں زراعت کے حوالے سے اس حکومت کی طرف سے کسان کا جو معاشی قتل کیا گیا اس کی تاریخ میں مثال نہیں ملتی۔صوبہ پنجاب میں زیادہ تر آمدنی زراعت اور زرعی اجناس سے ہوتی ہے۔محکمہ زراعت کی نااہلی اور mismanagement کی وجہ سے پچھلے سال 2014 کی گندم گوداموں میں پڑی رہی،وہ برآمد ہو سکی اور نہ ہی استعمال کی گئی۔اس دفعہ گندم خریدنے کے لئے محکمہ تیار نہیں تھا۔خادم اعلیٰ پنجاب کی طرف سے اخبارات میں بڑے بڑے اشتہارات دیئے گئے کہ ہم کسان کا ایک ایک دانہ خریدیں گے۔میں یہ بات on the floor of the House وثوق سے کہتا ہوں اس مرتبہ بڑی بے دردی کے ساتھ کسان کا استحصال اور معاشی قتل کیا گیا۔کسان کو اونے پونے داموں اپنی گندم فروخت کرنا پڑی اور اسی مافیا جو کہ ہمیشہ کسان کی گندم کم داموں پر خریدتا ہے نے گندم خریدی۔یہ محکمہ زراعت کی کارکردگی ہے۔

جناب سپیکر! اسی طرح آپ نے دھان کی فصل کا حشر بھی ضرور دیکھا ہو گا۔ گزشتہ دو سالوں میں 2200 روپے من فروخت ہونے والی دھان اس مرتبہ ایک ہزار روپے فی من فروخت ہوئی ہے۔ اب ماشاء اللہ پنجاب سے ساؤتھ پنجاب شوگر ملیں منتقل ہو رہی ہیں۔ یہ بھی بڑی خوش آئند بات ہے۔ یہ حقیقت ہے، میں تنقید نہیں کر رہا کہ شوگر کین کے حوالے سے کسان کے ساتھ جو بدترین ظلم اور زیادتی کی جاتی ہے اس کی مثال کہیں نہیں ملتی۔ جب کسان اپنی فصل تیار کر کے اس کو فروخت کرنے کے لئے مل میں لاتا ہے تو ایک ٹرالی پر دس سے چالیس من تک کٹوتی کی جاتی ہے۔ محکمہ زراعت کہاں گیا، محکمہ زراعت کے ای ڈی او اور دوسرے اعلیٰ افسران کہاں سوئے ہوئے ہیں؟ میں سمجھتا ہوں کہ اگر پنجاب میں زراعت کے شعبے میں اسی طرح mismanagement ہوتی رہی، کسانوں کے ساتھ زیادتی اور ظلم ہوتا رہا اور ان کا کوئی پُرسان حال نہ رہا تو میں سمجھتا ہوں کہ جس طرح دیگر محکمے ختم ہو گئے یہ بھی ختم ہو جائے گا جس سے ملک اور صوبے کو نقصان ہو گا۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ جتنی کرپشن اس محکمہ میں ہے وہ کسی دوسرے محکمہ میں نظر نہیں آتی۔ یہ تو کسان کی بہتری کے لئے ہے، پنجاب کی ترقی کے لئے ہے کیونکہ یہ پنجاب کی ترقی کے لئے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے لیکن میرا یہ خیال ہے کہ اتنی بڑی رقم اس شعبہ کے لئے دے دینا سراسر زیادتی ہے لہٰذا اس رقم کو کم کر کے ایک روپیہ کر دیا جائے۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، اب اس cut motion پر کون بات کریں گے؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! پنجاب اسمبلی کا یہ ایوان بنیادی طور پر کسانوں کا نمائندہ ایوان ہے اور الحمد للہ وقتاً فوقتاً کسانوں کے issues پر کافی باتیں بھی اس ایوان کے اندر ہوتی ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ پچھلے گنے کے سیزن میں سندھ کے اندر وہاں کے وزیر اعلیٰ نے زرداری صاحب کے دباؤ کے اوپر گنے کا ریٹ 150 روپے فی من کر دیا تھا اور یہاں بھی اس کی شروعات ہو رہی تھیں۔ میں نے اس مسئلہ کو اُٹھایا، ایوان نے بروقت check کیا اور آپ نے نوٹس لیا اور الحمد للہ کسانوں کے ساتھ خاموشی سے جو ڈکیتی ہونے والی تھی وہ بچ گئی۔ میں اس کے ساتھ ساتھ یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس حوالہ سے ہمارا پورا mechanism پوری طرح functional نہیں ہوتا۔ میں چیلنج کرتا ہوں کہ آج پنجاب کے اندر کوئی ایک شوگر ملز بھی ایسی نہیں ہے جس نے کسانوں کو 100 فیصد payment کر دی ہو۔ شوگر ملز والے جان بوجھ کر کسانوں کو پریشان کرتے ہیں اور اس وقت ایک ایک ملز کسانوں کا

کروڑوں روپیہ دبا کر بیٹھی ہوئی ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر محکمہ function کر رہا ہے تو محکمہ کو یہ ساری چیزیں look after کرنی چاہئیں اور محکمہ کو کس لئے اتنا بجٹ دیا جاتا ہے؟

جناب سپیکر! میں چاہوں گا کہ وزیر موصوف جب اپنی گفتگو سمیٹیں تو وہ اس پر بھی بات کریں۔ اس کے ساتھ ساتھ میں گنے کے حوالہ سے ایک اور بات کرنا چاہتا ہوں کہ وسطی پنجاب کے اندر شوگر ملز نے کسانوں کے ساتھ جو حشر نشر کیا اُس بات پر کسان مجبور ہو کر گنے کی کاشت کو اب ختم کر رہے ہیں اور اُس کے متبادل دوسری فصلات کو ترجیح دے رہے ہیں۔ گو وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس معاملہ پر اُن کے ساتھ کیا ہوتا ہے اس کا کچھ پتا نہیں ہے جس طرح وسطی پنجاب کے چاول کے کاشتکاروں کے ساتھ اس سیزن میں جو کچھ ہوا ہے وہ اپنی جگہ ہے لیکن میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ وسطی پنجاب کے اندر چینی کے جو کارخانے لگے ہیں اور اب یہاں پر گنا کاشت کرنے کا trend ختم ہو رہا ہے تو اب یہ جنوبی پنجاب کی طرف رُخ کر رہے ہیں۔ جنوبی پنجاب cotton area ہے اور cotton ہمارے صوبہ اور ہمارے ملک کی cash crop ہے اس کے ذریعہ سے ہم foreign exchequer کے اندر اضافہ کرتے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ اس trend کو روکنے کی ضرورت ہے۔

جناب سپیکر! اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی عرض کروں گا کہ گنے کی فصل زیادہ پانی لیتی ہے اس کو cotton area کے اندر لگائیں گے جہاں پہلے ہی پانی کم ہے تو وہاں زیادہ پانی جائے گا اُس کے نتیجہ کے اندر cotton کی فصل متاثر ہو گی۔ میں اس موقع پر حکومتی بنچوں کو یہ بھی یاد دلوانا چاہتا ہوں کہ وزیراعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کے سامنے جب یہ مسئلہ رکھا گیا تو انہوں نے کہا تھا کہ ہم شوگر ملز کو جنوبی پنجاب کے اندر لگائے جانے کی حوصلہ شکنی کریں گے لیکن اب خاموشی کے ساتھ یہ سلسلہ شروع ہو رہا ہے اور میرے علم میں ہے کہ براہ راست ایک حکومتی شخصیت کی طرف سے چنی گوٹھ کے اندر شوگر ملز لگائے جانے کی منصوبہ بندی ہو گئی ہے جس کے لئے زمین خرید لی گئی ہے اور اسی طرح فیصل آباد سے کوئی شوگر ملز خاموشی کے ساتھ علی پور کے اندر shift ہو رہی ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس سے پوری قوم کا نقصان ہو گا، صوبہ پنجاب کا نقصان ہو گا اور جنوبی پنجاب کی cash crop, cotton کا نقصان ہو گا۔

جناب سپیکر! میں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جو ممالک زراعت کو promote کرتے ہیں وہ فصلات پر GST نہیں لگاتے۔ ہندوستان میں فصلوں پر GST نہیں ہے جبکہ ہمارے ملک میں فصلوں پر GST ہے۔ ہم بار بار یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ اگر کسانوں کے اوپر سے GST ختم کر دیا جائے

تو اس سے وہ زیادہ بہتر طریقہ سے perform بھی کریں گے اور اُن کی مشکلات کا ازالہ بھی ہوگا۔ اس وقت ہم ہندوستان سے آلو، پیاز، لہسن وغیرہ منگواتے ہیں وہاں فصلوں پر GST نہیں ہے۔ اُن کے بہت سارے صوبوں اور states کے اندر زرعی مقاصد کے لئے بجلی 50 فیصد کم ریٹ پر فراہم کی جاتی ہے اور وہاں پر ایسی states بھی ہیں جہاں پر کسانوں کو بجلی 100 فیصد مفت فراہم کی جاتی ہے اُس کے نتیجہ میں اُن کی فصلوں کی قیمتیں کم ہوتی ہیں۔ جب ہم آلو، پیاز، لہسن وغیرہ import کرتے ہیں تو ہمارے کسان کا استحصال ہوتا ہے۔ ہم اپنے کسانوں کو اس حوالہ سے rebate دیں یا پھر ہم آلو، لہسن، پیاز وغیرہ کی تجارت وہاں سے نہ کریں۔

جناب سپیکر! میں یہ بھی عرض کرتا ہوں کہ ہم جب کوئی پالیسی وغیرہ بناتے ہیں تو اُس کو سوچ سمجھ کر بنانا چاہئے۔ اس دفعہ بھی اس کی بازگشت ایوان کے اندر آئی اور میں نے ایک اخبار کے اندر میاں محمد شہباز شریف کی statement بھی پڑھی کہ انہوں نے بھی اس پر دکھ کا اظہار کیا کہ پنجاب کے سٹوروں میں لاکھوں ٹن گندم وافر مقدار میں موجود تھی اور فیڈرل گورنمنٹ کے اندر کمیشن مافیا اتنا طاقتور ہے کہ انہوں نے گندم کے اتنے ذخائر کے باوجود low quality کی لاکھوں ٹن گندم import کی ہے۔

جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس طرح کی پالیسیوں کو look after کرنے کی ضرورت ہے۔ میں اس میں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں چونکہ میرا تعلق cotton area سے ہے اور مجھے معلوم ہے کہ جب فصل لگنے والی ہوتی ہے تو یوریا کھاد کی ضرورت ہوتی ہے تو مارکیٹ سے یوریا غیب ہو جاتی ہے اور وہ محکمہ کی ملی بھگت کے ساتھ خفیہ سٹوروں کے اندر منتقل ہو جاتی ہے اور پھر بلیک پر بہت ہی زیادہ قیمت پر کسانوں کو میسر آتی ہے۔ جب کسان کو DAP کھاد کی ضرورت ہوتی ہے تو وہ بھی غائب ہو جاتی ہے۔ ہر سیزن کے اندر کسان کے ساتھ یہ کھیل ہوتا ہے اور اُس کو بلیک میں یہ خریدنی پڑتی ہے۔

جناب سپیکر! یہ بھی ایک المیہ ہے کہ ہم باہر سے pesticides import کرتے ہیں، پھر اُس میں ملاوٹ ہوتی ہے اور پھر ملی بھگت کے ساتھ low quality کی pesticides کسان کو فراہم کی جاتی ہے جس کے نتیجہ میں فصل کا نقصان ہوتا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمارے محکمہ کے اندر یہ جو کمزوریاں ہیں محکمہ ان کمزوریوں کو دُور کرے ورنہ ان کو جو اتنا بڑا بجٹ فراہم کیا جا رہا ہے اس لئے ہم نے یہ کٹوتی کی تحریک پیش کی ہے کہ ان کو اتنا وافر مقدار میں بجٹ فراہم نہ کیا جائے کیونکہ یہ perform نہیں

کر رہے جس کی وجہ سے ان کی پالیسیاں کسانوں کے حق میں نہیں جا رہیں اور محکمہ کسانوں کے مفادات کا تحفظ کرنے میں بری طرح ناکام ہے۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ میں نے اس حوالہ سے یہ جو تجاویز پیش کی ہیں اس کے اوپر غور کرنے اور عمل کرنے کی ضرورت ہے۔ جس وقت تک ہمارا کسان خوش حال نہیں ہوگا تب تک پاکستان خوشحال نہیں ہوگا اور پنجاب اُس طریقہ سے ترقی نہیں کر سکے گا جس طرح کی ترقی کے خواب ہمیں دکھائے جاتے ہیں کہ پنجاب نے اس طرح سے ترقی کرنی ہے وہ اس طرح نہیں ہو سکے گا۔ شکریہ

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ جناب احمد خان بھچر صاحب!

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر! آپ کا شکریہ کہ آپ نے مجھے بات کرنے کے لئے وقت دیا ہے۔ میں زراعت کی بے چارگی پر سب سے پہلے یہ عرض کروں گا کہ جب زراعت کی باری آئی ہے تو ہماری وزیر خزانہ ایوان سے باہر چلی گئی ہیں۔ یہ بھی غنیمت ہے کہ وزیر زراعت تشریف فرما ہیں۔

جناب سپیکر! میں اپنی بات کا آغاز اس بات سے کروں گا کہ 21 فیصد زراعت کا GDP میں حصہ بنتا ہے اور ہمارے لئے پچھلے تین سالوں میں کتنا رکھا گیا ہے؟ پچھلے تین سالوں میں 300۔ارب روپے زراعت کی مد میں رکھے گئے ہیں جو اس لحاظ سے خوش آئند ہیں کہ 300۔ارب روپے رکھے گئے لیکن ان کا output کیا ہے؟ محکمہ زراعت کو میں بے چارہ محکمہ کہوں گا کیونکہ ان کے اختیارات نہیں ہیں۔ اٹھارہویں ترمیم کے بعد ان سے متعلقہ 34 محکمہ جات میں سے 24 شعبہ جات صوبہ کو منتقل ہوئے۔ ہمارے صوبہ کا 65 فیصد حصہ زراعت پیشہ ہے۔ یہاں میرے دوست بیٹھے ہیں ان میں سے کافی زراعت پیشہ ہیں آپ بھی کسان ہیں اور کسان گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں۔ اب جاگیر داروں والی بات تو میں نہیں کہوں گا کیونکہ وہ پنجاب میں تو کم از کم ختم ہو گئے ہیں۔ یہاں پر agriculturist ہیں یا non-agriculturist ہیں۔ اس وقت ہماری زراعت میں یہ حالت ہے کہ آلو، چاول، گنے اور گندم کو دیکھ لیں۔ یہ کٹوتی کی جو تحریک پیش کی گئی ہے اس سے بالاتر ہو کر دیکھیں کہ ایک صوبہ کا 21 فیصد زراعت کا حصہ ہے لیکن آپ اسے دے کیا رہے ہیں؟ اگر کوئی تھوڑا بہت بڑھ بھی جائے گا تو اس سے کارکردگی پر کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ اس وقت حالت یہ ہے کہ آپ نے فلور ملوں کو 6۔ارب روپیہ subsidize کیا ہے اور 12۔ارب روپیہ گنے کے لئے subsidize کیا ہے۔ ہمارے کاشتکاروں کے حالات اس وقت یہ ہیں کہ ہماری گندم باہر پڑی ہے۔ کل گندم کا 60 فیصد بھی نہیں خریدا گیا۔ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ اس وقت پنجاب میں اگر آپ زراعت کو boost up کریں جو کہ بالکل نہیں

ہو رہی۔ وزیر تعلیم کل فرما رہے تھے کہ ہماری ترقی کا راستہ تعلیم کی طرف سے آگے جاتا ہے۔ میں ان کی بات سے اتفاق کرتا ہوں لیکن تعلیم کے ساتھ ساتھ زراعت کا بھی خیال رکھنا چاہئے۔ ہمارے علاقے میں ایک مثال ہے کہ "پیٹ نہ پیئاں روٹیاں تے سب گلاں کھوٹیاں"۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! ہمیں کاشتکار کو تحفظ فراہم کرنا ہے۔ میں یہاں facts and figures کا اتنا بڑا پلندہ لا سکتا ہوں کہ اگر میں سارا دن بھی کھڑا رہوں تو وہ ختم نہیں ہوں گے لیکن ground reality یہ ہے کہ ہمارے ملک میں صرف کاشتکار ہیں جن کی فصل تین ماہ یا چھ ماہ بعد آتی ہے اور بل ہم ہر مہینے کا دیتے ہیں۔ میں ہمسایہ ملک انڈیا میں گیا تھا تو وہاں پر کاشتکار کی choice پر بل لیتے ہیں کہ آپ تین ماہ کی فصل پر لیں گے یا چھ ماہ کی فصل پر لیں گے۔ اگر ہم نے ہر مہینے بل دینا ہے اور فصل ہماری چھ ماہ کے بعد آتی ہے تو یہ بڑی ناانصافی ہو رہی ہے کہ پنجاب میں جہاں جہاں hard areas ہیں اور جہاں جہاں نہری علاقے ہیں۔ ہماری بہن ابھی پوٹھوہار کے علاقہ کی بات کر رہی تھیں۔ ان تینوں علاقوں کی زراعت کے حوالے سے علیحدہ علیحدہ psyche ہے۔ آپ سولر ٹیوب ویل دیں اور سارا کچھ کریں ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔ ہم گورنمنٹ کی اچھی پالیسیوں کو سراہیں گے لیکن یہ صرف اعداد و شمار میں ہے۔ اگر ہمیں 21 فیصد میں سے 4 یا 5 فیصد حصہ ملتا ہے اور اس پر بھی جب ہم اس کی heads میں جاتے ہیں تو وہ پیسا اس طرح پھیل جاتا ہے کہ ہمارے لئے کچھ نہیں بچتا۔

جناب سپیکر! ہمارے منسٹر صاحب تشریف فرما ہیں اس لئے میں اس ضمن میں یہ عرض کرتا ہوں کیونکہ مجھے ذاتی طور پر معلوم ہے کہ محکمہ زراعت کے پاس اتنے اختیارات نہیں ہیں۔ یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ وزیر زراعت اور وزیر آبپاشی پاکپتن اور اوکاڑہ سے تعلق رکھتے ہیں لیکن مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ دو سال میں مجھے کچھ زیادہ out puts نظر نہیں آ رہیں۔

جناب سپیکر! ڈاکٹر صاحب زراعت میں subsidy کے بارے میں فرما رہے تھے تو جاپان میں 73 فیصد subsidy ہے، تقریباً 34 فیصد انڈیا میں اور امریکہ میں بھی 70 فیصد سے اوپر subsidy زراعت پر ہے۔ ہمارا اس وقت یہ حال ہے کہ اس مہینے ٹیوب ویلز کے جو بجلی کے بل آئے ہیں اس میں انہوں نے ایک fix charge ڈال دیا ہے۔ وہ fix charge بجلی کے بل سے زیادہ ہے۔ اس وقت ہمارے حالات یہ ہیں کہ اگر آپ pesticides کی طرف جائیں تو جو کسان کو مہیا ہو رہی ہیں وہ اس level کی ہیں کہ جس سے کاٹن کا اگاؤ کم ہوا ہے کیونکہ کاٹن کے بیج کی کوالٹی بہت بری ہے۔ میرے دوست جنوبی پنجاب سے اور سنٹرل پنجاب کے بھی ہیں جو یہاں بیٹھے ہیں۔ ہم کپاس کے اس بیج پر

rely کر رہے ہیں جو authentic verities نہیں ہیں جو غیر قانونی طریقے سے آ رہی ہیں۔ وہ اس لئے rely کر رہے ہیں کہ ہماری اپنے بیجوں پر جو ریسرچ ہوئی ہے تو ہمیں اپنے بیجوں پر اعتماد نہیں ہے۔ محکمہ زراعت نے پچھلی دفعہ کپاس کی بوائی کے وقت پورے پنجاب میں بندے اپنے بھیجے تھے، میرے ضلع میں بھی گئے تھے انہوں نے وہاں پر ایکشن بھی لیا تھا۔ میں اس بارے میں ان کو appreciate کروں گا لیکن بالخصوص پنجاب میں اور بالعموم پاکستان بھر میں سب سے مظلوم طبقہ کاشتکاروں کا ہے۔

جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے عرض کروں گا کہ sugarcane کا وقت آتا ہے تو پچھلے سال شوگر ملوں کو 2 فیصد پر loan دیا گیا اور 16 فیصد rebate بھی دیا گیا، ایک مخصوص حد تھی اگر اس سے زیادہ crushing ہوئی ہے تو 16 فیصد rebate بھی دیا گیا ہے۔ ہماری یہ حالت ہے کہ ہم نے گندم کاشت کی اور 1300 روپے فی من کے حساب سے فروخت کو ذہن میں رکھا۔ ہم نے گندم کاشت کی، محنت کی اور سارا کچھ کیا پھر ہماری گندم نو سو روپے یا ایک ہزار روپے فی من بکی۔ ہمیں کہا گیا کہ آپ اپنی فرد جمع کرائیں جن پر چاول کی گرداوریاں ہوئی ہیں تو پانچ ہزار روپے فی ایکڑ کسان کو ملیں گے لیکن آج تک وہ پانچ ہزار روپے بے چارے کسان کو نہیں ملے۔ آپ particularly چاول کے علاقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کو ذاتی طور پر پتا ہے۔ مجھے آپ کی body language سے لگ رہا ہے کہ آپ میری باتوں سے اتفاق بھی کر رہے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں purely agriculturist ہوں۔ میں اس میں point scoring کی بات نہیں کر رہا۔ گورنمنٹ نے دو تین اچھے اقدامات کئے ہیں لیکن میں بار بار یہ کہہ رہا ہوں کہ ان کی implementation صحیح نہیں ہوئی ہے۔

جناب سپیکر! زراعت سے related کئی شعبہ جات ہیں محکمہ زراعت ایک شعبہ نہیں ہے بلکہ اس میں 24 شعبہ جات ہیں جو کہ اٹھارہویں ترمیم کے بعد صوبے کو منتقل ہوئے ہیں۔ ان شعبہ جات کی اگر ہم depth میں جائیں تو سارا دن لگ جائے گا لیکن ہم ایگریکلچر کو اتنا easy کیوں لے رہے ہیں؟ ایک دفعہ پنجاب کے کسان پر اعتماد کر کے تو دیکھیں۔ گورنمنٹ نے ہر شعبے پر اعتماد کیا ہے میں یہ نہیں کہنا چاہتا کہ خدانخواستہ میں کسی شعبے پر تنقید کر رہا ہوں لیکن اگر آج گورنمنٹ کو اعتماد نہیں ہوا تو صرف کسان پر نہیں ہوا۔ کسان ہزار فٹ نیچے سے پانی لے کر اپنی زمین کو سیراب کر رہا ہے۔ چھ ماہ کے بعد اس کی فصل تیار ہو کر آتی ہے لیکن وہ بے چارہ ایک ایک ماہ کے بعد بل ادا کر رہا ہے جس کے

لئے وہ ایگر کلچر بنک کے پاس جاتا ہے اور وہاں سے قرضہ لیتا ہے جس کی وجہ سے اس پر سُود لگتا ہے تو جب اس کی چھ ماہ کے بعد فصل تیار ہوتی ہے تو وہ سُود اس سے بہت زیادہ ہو چکا ہوتا ہے۔

جناب سپیکر! میں اس ضمن میں صرف یہ عرض کروں گا کہ پنجاب حکومت کسان پر اعتماد کرے اور کسان کا جو معاشی قتل اس وقت ہو رہا ہے اور liking، disliking کی جو پالیسی ہے وہ ختم کی جائے اور بلا تمیز ہمارے جو hard areas پوٹھوہار اور جنوبی پنجاب ہیں ان کے لئے علیحدہ علیحدہ policies بنائی جائیں تو ایک دفعہ آپ کو لگے گا کہ پنجاب میں change آ رہی ہے۔ ہماری میٹرو، roads اور پُل سے بھی کوئی مخالفت نہیں ہے لیکن جب تک کسان خوشحال نہیں ہو گا، جب تک کسان کے گھر میں روٹی نہیں ہو گی اس وقت تک یہ حالات اسی طرح رہیں گے۔ لاہور میں میٹرو بنے تو میانوالی اور رحیم یار خان کے کسان کو کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔ بے شک بنے، بھلے بنے لیکن ہمیں ہمارا حق دیا جائے۔ ہمارے بچے پانی کے لئے ترس رہے ہیں اور ادھر میٹرو بن رہی ہیں۔ ایک کام میں آپ کے توسط سے گورنمنٹ آف پنجاب کو عرض کروں گا۔

جناب سپیکر: بھچر صاحب! یہ میٹرو زراعت میں شامل ہے؟ آپ زراعت پر بات کریں۔

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے عرض کر رہا ہوں۔ صرف اگر اتنا کر دیں کہ یہ loan اور بجلی کو ایگریکلچر کے لئے subsidize کر دیں تو ایک سال میں ہم ان کو بہتر رزلٹ دیں گے۔ میری آخری بات وہی ہو گی کہ جس کا GDP میں 21 فیصد حصہ ہے اس کو تین یا چار فیصد دیا جاتا ہے اور اس میں سے آپ cut motions پاس بھی کروالیں گے تو ہمارا کچھ نہیں جائے گا۔

جناب سپیکر: جی، صدیق خان صاحب!

جناب محمد صدیق خان: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں بھی ایک چھوٹا سا farmer ہوں تو اس حوالے سے ایگر کلچر منسٹر سے عرض کروں گا کہ جو اس سال agriculture growth کے حوالے سے targets تھے وہ achieve نہیں ہو سکے۔ میں محترمہ وزیر خزانہ سے بھی مخاطب ہوں گا کہ انہوں نے بحث تقریر میں کہا کہ ایگریکلچر سیکٹر کی GDP کا جو proportion تھا وہ 21 فیصد ہے لیکن Pakistan Statistics Bureau کی رپورٹ میرے پاس ہے وہ میں معزز ایگریکلچر منسٹر کے سامنے پیش کر دوں گا کہ 21.9 فیصد GDP کا target تھا لیکن 2014-15 میں 14 فیصد ہم اپنا ایگریکلچر share حاصل کر سکے۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ agriculture declination کی طرف جا رہی ہے، وہ تباہی کی طرف جا رہی ہے یہ Pakistan Statistics Bureau کی رپورٹ آپ کے سامنے پیش کر رہا ہوں اور دوسری بات زرداری حکومت میں بھی GDP کے 2.62 فیصد targets تھے لیکن انتہائی بدبختی سے موجودہ گورنمنٹ نے اس کے 3.3 فیصد targets رکھے لیکن اس کی achievement 2.9 فیصد ہو سکی تو اس حوالے سے یہ جو اعداد و شمار دکھاتے ہیں بلکہ ان statistics reports میں بالخصوص میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف حکومت کا تذکرہ کیا گیا کہ انہوں نے ہمیشہ ایگریکلچر سیکٹر کو ignore کیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ جب بھی ان کی حکومت آئی تو جتنے بھی کاشتکار، کسان اور ایگریکلچرسٹ تھے ان سب کو معاشی بدحالی کا سامنا کرنا پڑا تو اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی کہوں گا کہ یہی statistics report ہے کہ جہاں ہمارا 21.6 فیصد target موجودہ DGP تھا اس کا ہم صرف 14 فیصد حاصل کر سکے تو پھر آپ بہتر موازنہ کر سکتے ہیں کہ ایک کسان کی معیشت میں 33 فیصد کمی آئی ہے۔ میں ان اعداد و شمار کی بات کر رہا ہوں، اس ادارے کے سروے کی بات کر رہا ہوں جو پاکستان کا انتہائی viable ادارہ ہے اور جس کے سروے ہر حوالے سے authenticated ہیں۔ میں نے جو اعداد و شمار یہاں اس معزز ایوان کے سامنے پیش کئے ہیں اس کی ایک کاپی میں منسٹر صاحب کو بھی پیش کرتا ہوں اور ان سے درخواست کروں گا کہ آپ اپنی ذمہ داریوں کو نبھاتے ہوئے ایک عام کاشتکار کو، ایک عام کسان کو کسی نہ کسی حوالے سے ریلیف دینے کے لئے اپنا کردار ادا کریں۔ ایگریکلچر سیکٹر کے حوالے سے یہاں پر جو اعداد و شمار دیئے گئے کہ 45 فیصد لوگ they are affiliated with the agriculture sector. لیکن میں یہ کہوں گا کہ کم و بیش 54 فیصد لوگ اس پیشے کے ساتھ منسلک ہیں۔ میں نے جن حکومتوں کا ذکر اعداد و شمار اور سروے رپورٹ کے حوالے سے کیا ہے کہ انہوں نے ہمیشہ ایک عام کسان کا استحصال کیا ہے۔ اس کے ساتھ میں ایک اور بھی درخواست کروں گا کہ اسی سیکٹر میں market roads کے لئے تین سال میں 150 بلین روپے کی رقم allocate کی گئی۔

جناب سپیکر! میں اپنی تحصیل کی بات کروں گا کہ میری تحصیل mostly industrial area پر مشتمل ہے۔ اس میں دو ایگریکلچر یونین کونسلز چھنہ خلیل اور جلالہ ہیں۔ جتنے بھی roads بنائے گئے ہیں ان کا نام تو field to market roads رکھا گیا لیکن یہ تمام roads industrial areas میں بنائے گئے ہیں۔ یہ دونوں جو زرعی یونین کونسلز ہیں ان میں ایک بھی road نہیں دیا گیا ہے تو اس لئے میں یہی کہوں گا کہ یہاں جتنی بھی حکومت کی طرف سے کارروائی ہوتی ہے وہ حقائق کے نزدیک

نہیں ہوتی بلکہ حقائق سے دور ہوتی ہے تو میں آپ کی اجازت سے یہ رپورٹ منسٹر صاحب کو پیش کرتا ہوں اور اس تحریک کی بھی بھرپور سفارش کرتا ہوں کہ یہ جو 8-ارب 27 کروڑ 74 لاکھ 65 ہزار روپے کی allocation کی گئی ہے اس کو ایک روپے میں convert کرنے کے لئے اپنا بھرپور focus کرتا ہوں اور اس معزز ایوان کے سامنے درخواست بھی پیش کرتا ہوں اور رپورٹ بھی منسٹر صاحب کو دیتا ہوں کہ اس معزز ایوان میں غلط اعداد و شمار نہیں پیش کرنے چاہئیں۔

جناب سپیکر: خان صاحب! جب علیحدگی میں بیٹھے ہوں تب اگر آپ ان کو یہ رپورٹ دینا چاہیں تو دے دیں۔ جی، سردار شہاب الدین صاحب!

سردار شہاب الدین خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں آپ کے توسط سے معزز منسٹر صاحب سے یہ گزارش کروں گا کہ 15-2014 میں جو بجٹ زراعت کے لئے مختص کیا تھا مجھے بڑے افسوس سے یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ اُس بجٹ کا 22 فیصد utilize ہوا ہے۔ محکمہ زراعت جسے ہمارے ملک اور پنجاب کی ریڑھ کی ہڈی تو کہا جاتا ہے لیکن کاشتکار اتنا پریشان حال اور مظلوم ہے جس کا اندازہ موجودہ حکومت کو نہیں ہے۔ اس موجودہ بجٹ میں جو رقم allocate کی گئی ہے اس حوالے سے میں آپ کے توسط سے منسٹر صاحب سے یہ گزارش کروں گا۔۔۔ (شور و غل)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز، جی، سردار صاحب!

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کروں گا کہ جتنا بجٹ یہ رکھا گیا ہے کیا یہ utilize بھی ہو گا یا اس کے لئے بھی ہمیں ضمنی بجٹ میں آنا پڑے گا اور یہ پھر دوبارہ واپس آ جائے گا؟ میں دو تین باتیں عرض کروں گا۔ یہاں گندم کی قیمت، شوگر کین، کاٹن اور سبزیوں کی بات ہوئی۔ کسان کتنی محنت سے اپنا خون پسینہ ایک کر کے یہ فصلیں کاشت کرتا ہے اور جب یہ منڈی میں آتی ہیں تو غریب کاشتکار جس فصل پر اپنے خون پسینے کی کمائی سے پیسا لگاتا ہے اُس کو اتنا return بھی نہیں ملتا۔ میں معزز منسٹر صاحب سے عرض کروں گا کہ پچھلی دفعہ جو گندم کا ریٹ ملا۔۔۔ (شور و غل)

ایوان میں ماشاء اللہ 80 فیصد زمیندار ہیں جن سے آپ کہیں کہ اگر انہوں نے گپ شپ لگانی ہے تو لابی میں چلے جائیں کیونکہ وہ بات ہی نہیں سن رہے۔

جناب سپیکر: جی، آپ بات کریں۔ وزیر صاحب آپ کی بات سن رہے ہیں اور میں بھی سن رہا ہوں۔ آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ معزز ممبران! کیا آپ نے سنا نہیں ہے اور اب تو comments بھی آ گئے ہیں؟ جی، سردار صاحب!

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! میں نے اس بجٹ میں بڑی کوشش سے کچھ figures تلاش کئے ہیں۔ ماشاء اللہ پچھلے بجٹ میں بھی کاشتکار کو گرین ٹریکٹر دیئے گئے اُس کی جس طرح سے قرعہ اندازی ہوئی وہ تمام لوگوں پر عیاں ہے کہ liking, disliking پر distribution ہوئی اور ماشاء اللہ اس بجٹ میں بھی دو ارب روپے اس ٹریکٹر سکیم کے لئے رکھ دیئے گئے ہیں۔ زراعت کی ترقی میں بنیادی وجہ یہ ہے کہ آپ seed, fertilizer اور pesticides میں subsidy دیں۔ کاشتکار کو جو seed فراہم کیا جاتا ہے اُس پر بھی کوئی check and balance نہیں ہے کیونکہ دو نمبر بیج کاشتکار کو ملتا ہے۔ اسی طرح pesticide اور fertilizer میں ملاوٹ ہے۔ میں آپ کے توسط سے معزز منسٹر صاحب سے کہوں گا کہ خدارا اس پر check and balance رکھیں۔ ہم کاشتکار کی بات تو بہت کرتے ہیں لیکن اپنے ہمسایہ ملک انڈیا کی مثال لے لیں۔ وہاں کے پنجاب کا اپنے پنجاب سے موازنہ کریں تو زمین آسمان کا فرق ہے، وہاں وہ گندم میں per yield کتنا لے رہے ہیں اور ہم کتنا لے رہے ہیں؟ ریسرچ پر بات ہوتی ہے تو ہمارے ریسرچ سنٹر خالی پڑے ہوئے ہیں اور پچھلی گورنمنٹ میں یا اِن دو اڑھائی سالوں میں آج تک ریسرچ پر جو کچھ ہوا ہے وہ سب کو پتا ہے۔ میں اپنے ضلع لیّہ میں ایک seed farm کے حوالے سے گزارش کروں گا کہ میرا رقبہ اس farm کے بالکل قریب ہی ہے جہاں میں شوگر کین 1100 من فی ایکڑ لیتا ہوں جبکہ اُس seed farm میں جو محکمہ زراعت کاشت کرتا ہے وہ 400 سے 500 من نہیں لیتا۔ یہ محکمہ زراعت کا کام ہے۔ اگر ہم watercourses کی بات کریں تو میرے خیال میں ہمارے جنوبی پنجاب کے پسماندہ اضلاع میں پچھلے دو سالوں میں اس پر کوئی کام نہیں ہوا۔ میں ایک آخری اہم بات کر کے ختم کرتا ہوں کہ جب 1951 میں جنوبی پنجاب میں تھل کینال آئی تو وہاں لیہ میں ایک بہت بڑی زرعی ورکشاپ قائم ہوئی جس کی حالت اگر آج دیکھیں تو وہ نہ ہونے کے برابر ہے۔ وہاں پر equipments پڑے پڑے خراب اور زنگ آلود ہو گئے ہیں۔ میں آپ کے توسط سے معزز منسٹر صاحب سے کہوں گا کہ لیّہ visit کریں اور وہاں کی زرعی ورکشاپ کو functional کریں۔

جناب سپیکر! میں آخر میں اپنی بات دوبارہ repeat کروں گا کہ بیج، کھاد اور ادویات پر زیادہ سے زیادہ subsidy دیں اور خصوصاً بجلی پر دیں۔ کسان بے چارہ afford نہیں کر سکتا کیونکہ ایک تو لوڈ شیڈنگ ہے اور دوسرا بہت زیادہ بِل آ جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ آپ ڈیزل پر بھی subsidy دیں۔ ان تمام گزارشات کے ساتھ میری یہی گزارش ہوگی کہ خدارا کاشتکار کو خوشحال کریں کیونکہ پاکستان ایک زرعی ملک اور صوبہ پنجاب ایک زرعی صوبہ ہے۔ خدانخواستہ اگر کاشتکار کا بُرا حال ہوا تو یہ صومالیہ بن جائے گا۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: لاء منسٹر صاحب آ گئے ہیں کیونکہ میں نے امجد علی جاوید صاحب سے تحریک استحقاق پیش کرنے کا اُس وقت وعدہ کیا تھا۔ میاں اسلم صاحب! آپ کے جتنے منٹ ہوں گے وہ میں آپ کو دے دوں گا۔ آپ بتا دیں کہ کتنا وقت آپ لینا چاہیں گے؟

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! بیس منٹ دے دیں۔

تحاریک استحقاق

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔ ویسے ایک منٹ میں انہوں نے تحریک استحقاق پڑھ لینی ہے۔ جی، امجد جاوید صاحب! اپنی تحریک استحقاق پڑھیں۔

ڈی سی او اور اے سی ٹوبہ ٹیک سنگھ کا معزز ممبر اسمبلی کی سیاسی ساکھ کو نقصان پہنچانا

جناب امجد علی جاوید: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ میں نے بطور ممبر صوبائی اسمبلی اپنے حلقہ اور ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں سرکاری وسائل کی لوٹ مار اور کرپشن کے خلاف آواز اٹھائی۔ ڈی سی او اور محکمہ مال کے دیگر افسران و اہلکاران کی اختیارات سے تجاوز اور غیر قانونی اقدامات اور کرپشن کی نہ صرف مقامی طور پر نشاندہی کی بلکہ اسے اعلیٰ سطح پر بے نقاب کرنے اور اس کی روک تھام اور اپنے شہر اور علاقے کے باسیوں کو اس استحصال سے بچانے کے لئے اسمبلی میں متعدد تحاریک التوائے کار اور سوالات جمع کرائے جس کی انکوائری کے لئے انہیں سٹینڈنگ کمیٹی کے سپرد کر دیا گیا جس پر کارروائی بھی جاری ہے۔ اس پر مجھے اپنی روش تبدیل کرنے کے پیغامات گاہے بگاہے موصول ہوتے رہے لیکن میں نے دھمکیوں میں آنے کی

بجائے اپنے اٹھائے گئے حلف کے مطابق اپنا کام جاری رکھا اور گزشتہ دنوں سینئر پارلیمنٹیرین میاں محمد رفیق صاحب کے ساتھ ڈی سی او ٹوبہ ٹیک سنگھ کی ملی بھگت بلکہ آشیرباد کے ساتھ ہونے والی شدید ترین زیادتی اور توہین پر احتجاج کرنے اور آواز اٹھانے پر ڈی سی او نے مجھے سبق سکھانے کے لئے انتقامی کارروائیاں شروع کر دی ہیں۔ گزشتہ ہفتے گوجرہ روڈ ٹوبہ ٹیک سنگھ پر واقع میری ملکیتی اراضی پر اپنے تمام تر عملے کے ساتھ بروز اتوار جو کہ چھٹی کا دن ہوتا ہے ایسے دھاوا بولا جس طرح کوئی علاقہ فتح کرنے جا رہے ہوں۔

جناب سپیکر! میں نے جب اپنے ساتھ ہونے والی اس زیادتی اور توہین آمیز سلوک کے باوجود سر نہیں جھکایا تو دو دن بعد ڈی سی او کے حکم پر اسسٹنٹ کمشنر ٹوبہ ٹیک سنگھ ٹی ایم اے کے عملے کے ساتھ وہاں پہنچے اور بغیر کوئی نوٹس دیئے میری ملکیتی اراضی کی چار دیواری گرا دی گئی۔ وہاں تعمیر شدہ دکانات کو seal کرنے کے زبانی احکامات جاری کئے گئے جو کہ عملے کے بتانے پر کہ آپ اس کا اختیار نہیں رکھتے تو اس پر عملدرآمد سے قاصر رہے۔ وہاں موجود میرے ملازمین کو ہراساں کیا گیا اور اس طرح کی مزید کارروائیاں اور اقدامات جاری رکھے ہوئے ہیں۔ سرکاری ملازمین کو یہ ٹاسک سونپا گیا ہے کہ وہ کسی بھی طرح میرے خلاف مواد پیدا کریں تاکہ کسی طرح بھی مجھے سبق سکھایا جا سکے۔ مقصد صرف اپنے اختیارات کی دھاک بٹھانا، مجھے سبق سکھانا، میری تذلیل کرنا، میرے حلقے کے عوام کی نظر میں مجھے گرانا اور بے بس و بے اختیار ثابت کرنا ہے۔ ڈی سی او ٹوبہ ٹیک سنگھ وقاص عالم اور اسسٹنٹ کمشنر ٹوبہ ٹیک سنگھ واصف بشیر کھوکھر کے اختیارات کے تجاوز اور کئے جانے والے اقدامات سے میرے ساتھ سخت زیادتی ہوئی ہے اور میرا استحقاق مجروح ہوا ہے لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں معزز ممبر کا personal matter involve ہے اس لئے میں چاہوں گا کہ اس تحریک کو privilege committee کے سپرد کر دیا جائے تاکہ وہ اس معاملے کو اچھی طرح thrash out کر کے رپورٹ ایوان میں پیش کرے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ اس تحریک کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جاتا ہے۔ جی، میاں محمد اسلم اقبال صاحب!

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، نہیں، محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! فیصل آباد میں پیپلز کالونی کے علاقہ میں ایک بچے کو ایس ایچ او نے فائر کرکے قتل کر دیا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ کو پتا ہے کہ اس کا ایک طریق کار ہے اور اس حوالے سے کوئی تحریری طور پر توجہ دلاؤ نوٹس دیں تو پھر ہم اسے دیکھیں گے۔ مہربانی آپ کی سب نے اس خبر کو پڑھ لیا ہے اور نوٹس لے رہے ہیں۔ آپ تشریف رکھیں۔ جی، میاں محمد اسلم اقبال صاحب!

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! اتنا اہم واقعہ ہوا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: میری بہن! آپ اس کا جو طریق کار ہے اس کو دیکھیں۔ ایسے نہیں، آپ تشریف رکھیں۔ میاں صاحب! Please carry on

مطالبات زر برائے سال 16-2015 پر بحث اور رائے شماری

(۔۔۔جاری)

مطالبہ زر نمبر PC-21018

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! شکریہ۔ آپ نے مجھے زراعت پر بولنے کا موقع دیا۔ Cut motions کے حوالے سے جو بات کی گئی ہے اس میں اپوزیشن کی طرف سے۔۔۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! فیصل آباد میں پولیس نے پولیس گردی کرکے ایک معصوم بچے کو قتل کر دیا ہے اور۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ تشریف رکھیں کیونکہ اس کا ایک طریق کار ہے وہ آپ اختیار کریں۔ میں نے floor میاں صاحب کو دیا ہے آپ کو نہیں اس لئے آپ تشریف رکھیں۔ جی، میاں صاحب! آپ بولیں پھر اس کے بعد دیکھتے ہیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! ہماری طرف سے یہ مطالبہ ہے کہ آپ نے زراعت کے لئے جو بجٹ کے اندر رقم رکھی ہے اسے کم کرکے ایک روپے تک محدود کر دیا جائے۔ گزارش یہ ہے کہ 15-2014 کے بجٹ کے اندر محکمہ زراعت کے لئے آپ نے جو بجٹ رکھا، اس بجٹ کا جو استعمال ہوا اس کی utilization 22.17 فیصد ہے۔ ڈویلپمنٹ فنڈ جو آپ نے اس شعبے کے لئے last بجٹ کے اندر رکھا، آپ کا وائٹ پیپر یہ کہتا ہے کہ 22.17 فیصد اس کی utilization ہوئی۔ آپ نے 7960 ملین روپے کی

رقم رکھی جبکہ 1762 ملین روپے صرف استعمال ہوئے اور 16-2015 کے لئے آپ نے اس میں دوبارہ بجٹ رکھا وہ 10725 ملین روپے ہے۔ اب آپ اس سے اندازہ لگالیں کہ اس حکومت کی کسان دوستی کتنی ہے؟ مجھے اس میں کوئی شک نہیں اور بات کہتے ہوئے میں بالکل کوئی عار محسوس نہیں کروں گا کہ منسٹر صاحب بہت اچھے انسان ہیں، بڑے محنتی انسان ہیں اور انہوں نے بڑی محنت کی ہے لیکن حکومت کی جو پالیسی ہے جو نظر آنی چاہئے جو trickle-down effect ہے، جو کتابوں کے اندر آپ نے بڑی بڑی رقوم رکھ کر کسان کو اپنی طرف attract کرنے کی کوشش کی تھی وہ بُری طرح flop ہو گئی ہے۔

جناب سپیکر! لاہور کسی وقت میں زراعت کے حوالے سے بہت بڑا زرعی hub رہا ہے۔ کسانوں کے ساتھ دوستی اس حکومت کی اس انداز میں دیکھ لیں کہ لاہور کے گرد و نواح میں جو زرعی زمینیں تھیں، اپنی ذاتی تسکین کو پورا کرنے کے لئے انہیں ختم کر دیا گیا ہے جس کی واضح مثال لاہور نیو سٹی کی ہے۔ لوگوں کی زرعی زمینوں پر قبضے کئے جا رہے ہیں، وفاقی حکومت کے وزیر مل کر ان زرعی زمینوں کے اوپر زبردستی قبضہ کر رہے ہیں۔ آپ کا ایل ڈی اے ڈیپارٹمنٹ ان کے ساتھ اس جُرم میں برابر کا شریک ہے اور پنجاب حکومت اس میں برابر کی شریک ہے۔ آپ نیو ایل ڈی اے سٹی کے اوپر جائیں اور جا کر دیکھیں کہ کس طرح سے کسان کی فصلوں کو برباد کیا جا رہا ہے۔ اس نہر کا پانی روک دیا گیا جو زرعی زمینوں کو جاتا ہے۔

جناب سپیکر! اگر یہی کسان دوستی ہے تو پھر اس بجٹ کو ایک روپیہ کریں کسی اور مد میں لگائیں۔ آپ اپنے ہمسایہ ملک کو دیکھیں کہ وہاں زراعت کے حوالے سے جو سہولتیں دی گئی ہیں، آپ ان کی study کریں کیونکہ جب (ن) لیگ کی حکومت آتی ہے تو اس کی انڈیا کے ساتھ اندر کی دوستی باہر آ جاتی ہے۔ جب یہاں پر اس زرعی صوبے کے اندر آلو 125 روپے کلو گرام ملے گا تو غریب عوام کیا کرے گی؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ چاہتے ہیں کہ پنجاب جو زرعی صوبہ ہے، یہ ساری زراعت ختم کر دی جائے اور انڈیا کے ساتھ "مودی" کی دوستی کے ساتھ وہاں پر جو واہگہ بارڈر سے trade ہو رہی ہے اس کو کھول دیا جائے۔ پیاز، آلو، ٹماٹر اور چھوٹی چھوٹی چیزیں، وہ ہم سے سات گنا بڑا ملک ہے اور آپ نے جان بُوجھ کر لاہور کے اندر سے زرعی زمینوں کو ختم کیا ہے۔ کیا یہ حکومت کی پالیسی کے اندر نہیں آتا کہ جہاں جہاں زراعت یعنی کھیتی باڑی ہو رہی ہے، ان کو تحفظ فراہم کیا جائے کیا حکومت کی ذمہ داری نہیں ہے، کیا یہ

منسٹر صاحب کے ڈیپارٹمنٹ کی ذمہ داری نہیں ہے، یہ کیوں اپنی زرعی زمین کو ان مافیا کے ہاتھوں دے رہے ہیں اور یہ حکومت ان مافیا کے ہاتھوں بلیک میل ہو رہی ہے؟

جناب سپیکر! اس قبضہ مافیا نے نیو ایل ڈی اے سٹی کے اندر غریبوں کا خون چوسا ہے اور یہ بڑا scan اسی طرح نکلے گا جس طرح اس آڈٹ بجٹ کے اندر جو میں آگے چل کر اس میں بیان کروں گا کہ اس کے اندر کتنے بڑے بڑے scan ہیں۔ جب حکومت خود کاروبار کرنا شروع کر دے ان چیزوں کا جو غریب آدمی کی اپنی ہوتی ہیں۔ چینی کا کاروبار، ایک طرف ان کی ذاتی شوگر ملیں ہیں تو 52 روپے کلو گرام چینی تھی اور آج بازاروں میں 65 روپے کلو گرام مل رہی ہے کیونکہ۔۔۔

(اس مرحلہ پر معزز خواتین ممبران حزب اقتدار کی طرف سے
"جھوٹ، جھوٹ" کی نعرے بازی)

جناب سپیکر! میں جو بات کروں گا وہ حقائق پر مبنی ہو گی نہیں تو میرے خلاف اس ایوان کا کوئی ممبر تحریک استحقاق لے آئے۔ چونکہ میں نے چینی خریدی ہے تو بات کی ہے اور اگر میں نے نہ خریدی ہوتی تو میں بات نہ کرتا۔

جناب سپیکر! جب اس ملک پر شوگر مافیا راج کرے گا، جب کسان کو گنے کی قیمت نہیں دی جائے گی، جب باردانہ اُس کو میسر نہیں ہو گا، جب آپ اُس کو سہولیات نہیں دیں گے تو پھر یہ زراعت والے ملک کا اسی طرح حال ہو گا۔ پنجاب پانچ دریاؤں کی سرزمین والا صوبہ سُکڑتے سُکڑتے زراعت میں اتنا سُکڑ گیا ہے کہ شاید اس کو زراعت کے اندر hepatitis ہو گیا ہے۔ جب آپ اتوار بازاروں کے اندر شعبدہ بازیاں کر کے بڑے بڑے اشتہارات دے کر آپ غریبوں کے خون پسینے کی کمائی اپنی ذاتی تشہیر پر لگا رہے ہیں اور غریب کو تو رمضان بازار میں کچھ نہیں مل رہا سوائے دھکوں کے۔ دس اتوار بازار، بیس اتوار بازار اور تیس رمضان بازار لگا کر آپ سمجھتے ہیں کہ ڈیڑھ کروڑ کی آبادی والے شہر کو آپ نے سبزیاں مہیا کر دی ہیں۔ رمضان بازار سے پہلے آپ کے ٹی ایم او کے لوگوں نے جو کرپشن کی ہے اُس کی مثال پنجاب کی تاریخ میں نہیں ملتی۔ کیا کرپشن کی ہے؟ اس کی detail سن لیں اتوار بازاروں کی آڑ میں آپ کے تمام ٹی ایم اوز اور political coordinator نے کروڑوں روپیہ مل کر کھایا ہے۔ میں کہتا ہوں آپ وحدت کالونی اتوار بازار میں چلے جائیں، ندیم شہید بازار میں چلے جائیں، آپ گلشن راوی رمضان بازار میں چلے جائیں جہاں پر آپ بڑے بڑے دعوے کرتے ہیں انہوں نے کروڑوں روپیہ اپنی

جیب میں ڈالا ہے۔ آپ کسان کی کیا بات کر رہے ہیں جہاں پر بجٹ کا 22.17 فیصد آپ استعمال کرتے ہیں اور آپ کہتے ہیں کہ ہم نے بہت بڑا کام کیا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی تحریری ثبوت لائیں ایسے بات ٹھیک نہیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میں ایک چھوٹا سا زمیندار ہوں باردانے کے حوالے سے ہم رُل گئے اور ہمیں باردانہ نہیں ملا۔ مونجی کی قیمت نہیں ملی آپ اس کو ایگریکلچر صوبہ کہتے ہیں یہاں پر حکومت میں شوگر مافیا اور سیمنٹ مافیا کے ساتھ مل کر غریب عوام کا خون چوسا جا رہا ہے اس لئے میں کہتا ہوں کہ اس پیسے کو کم کر کے ایک روپیہ کر دیا جائے۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔ No comments. No cross talk جی، سردار صاحب!

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں اپنی اس تقریر کا آغاز ورلڈ بنک سے شروع کروں گا کیونکہ ویسے تو ساری سیاسی تقریریں ہوتی ہیں۔

جناب سپیکر: ورلڈ بنک کی بات کیوں کر رہے ہیں ایگریکلچر کے حوالے سے بات کریں۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! ورلڈ بنک نے ہماری زراعت کے اوپر ہی تبصرہ کیا ہے اس لئے میں اس طرف آ رہا ہوں کتنے افسوس کی بات ہے دکھ اور شرم کی بات ہے کہ یہاں پر کھڑے ہو کر ہمیں ان statistics کی بات کرنی پڑتی ہے ورلڈ بنک کا سہارا لینا پڑتا ہے کیونکہ شاید اگر کوئی بات کرے تو اس بات کی کوئی اہمیت ہی نہیں ہے۔ تمام ایوان کے نالج میں اضافہ کرنا چاہوں گا اگر سارے جانتے ہیں تو بڑی اچھی بات ہے پاکستان اور پنجاب کے اندر جو واٹر کورسز ہیں اُس سے 95 فیصد ایریا irrigate ہوتا ہے اُس 95 فیصد میں سے 40 فیصد واٹر کورسز میں ضائع ہو جاتا ہے 20 سے 25 فیصد جو ہم flood irrigation کرتے ہیں اس میں ضائع ہو جاتا ہے ہماری demand بڑھ رہی ہیں۔ ہماری productivity، ہماری utilization of resources نیچے آ رہی ہیں۔ اس وقت ہمیں ایک ایک پانی کے قطرے کو بچانے کی ضرورت ہے، ہم اپنا 60 فیصد پانی ضائع کر رہے ہیں اور ہم بہت شاہانہ زندگی گزار رہے ہیں۔ یہ جو لوڈ شیڈنگ میں ہو رہا ہے اللہ نہ کرے پانچ سالوں میں یہ پانی کے ساتھ بھی ہو گا آپ دیکھ لیں زمیندار پچھلے دو ہفتوں سے کیا کر رہے ہیں؟ میں بھی زمیندار ہوں اپنی عزت بچا کر بیٹھا ہوں اور ایک دن میں بھی سڑکوں پر آجاؤں گا۔ آبپاشی اور زراعت آپس میں بہت اہمیت رکھتے ہیں ہمارا ایگریکلچر ڈیپارٹمنٹ اس کے اندر اگر کچھ کر رہا ہے تو وہ کہاں کر رہا ہے ہمیں تو نظر نہیں آ رہا۔ اب

World Bank سے چیف منسٹر سیکر ٹریٹ اس پر اگر آپ تبصرہ کرنا چاہتے ہیں کیونکہ یہ میرے پاس اُن ہی کی انفارمیشن ہے۔۔۔

جناب سپیکر: کس پر تبصرہ کرنا چاہیں؟

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! چیف منسٹر سیکر ٹریٹ نے ایگریکلچر پر لکھا ہوا ہے۔ میں اس کے علاوہ personality پر بات نہیں کروں گا میں ڈیپارٹمنٹ اور ایگریکلچر پر ہی رہوں گا۔ چیف منسٹر سیکر ٹریٹ نے ایگریکلچر پر جو لکھا ہوا ہے اُس کو میں آپ کے سامنے لانا چاہوں گا۔ اُن کی سب سے بڑی یا جو بہت بڑی کاوش ہے وہ کچن گارڈنز ہیں، ہم ہانگ کانگ نہیں ہیں، تائیوان نہیں ہیں اور ہمیں ابھی چھتوں کے اوپر سبزیاں لگانے کی ضرورت نہیں ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ ہمارے پاس بے شمار زمین ہے وہ بنجر ہو رہی ہے وہاں پر پانی نہیں جا رہا ہے محکمہ کی مہربانی سے وہاں پر ایگریکلچر نہیں ہو رہا لیکن ہمیں اپنی چھت کے اوپر سبزیاں لگانے کی ضرورت نہیں ہے اُن کی بہت مہربانی ہے کہ انہوں نے 30 ہزار seeds kit distribute کی ہیں۔

جناب سپیکر: آپ اُن کو چھوڑ دیں آپ اپنی بات کریں۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! یہ ایگریکلچر محکمہ کی پرفارمنس ہے 30 ہزار seeds kits سے کیا ہو جائے گا۔ اس سے پیٹ بھرتا ہے آپ کو ٹماٹر کی قیمت ان سارے فروٹ کی قیمت سے ہی پتا لگتا ہے منسٹر صاحبہ کو پتا ہو گا demand کے مقابلے میں supply وافر ہو گی تو قیمت نیچے آجائے گی اور ناپید ہو گا تو قیمت بڑھ جائے گی۔ میں کوئی اپنی طرف سے نہیں کہہ رہا کیا 30 ہزار seeds kit دینے سے مسئلہ حل ہو جائے گا؟ کس مسلمان ملک کے اندر آپ کو رمضان بازار کھولنے کی ضرورت ہے۔ دنیا کی ہم دوسری بڑی قوم ہیں 97 فیصد ہم مسلمان ہیں اور رمضان کے اندر ہم رمضان بازار کھول کر بیٹھ جاتے ہیں عوام کی سہولت کے لئے باقی گیارہ مہینے ہمیں عوام کی سہولت یاد نہیں آتی اور وہاں پر بک کیا رہا ہے، وہاں پر کون سی بالٹیاں برتن بِک رہے ہیں یہ سبزیاں بک رہی ہیں۔ ایگریکلچر محکمہ اُس کے اندر facilitate کرتا ہے آپ کہہ رہے ہیں میں ایگریکلچر پر بات کروں 30 ہزار seeds kit دے کر کہتے ہیں کہ ہم نے عوام کو سہولت دے دی۔ ایک لاکھ 70 ہزار seed packets بھی انہوں نے دیئے ہیں اس سے کیا فرق پڑ گیا ہے، عوام کو کون سا ریلیف ملا ہے؟ پتا لگے کہ اتنی کارکردگی دکھائی کہ جس سے ساری سبزیاں وافر ہو گئی ہیں، کیا ہمارا سارا فروٹ اور ایگریکلچر سسٹم ٹھیک ہو گیا ہے؟ پانی ہم ضائع کر رہے ہیں اور production کا ہمیں پتا نہیں۔ ابھی سردار شہاب الدین صاحب نے مجھے بتایا اور یہ

حقیقت ہے میں بھی اس کا آنکھوں دیکھا گواہ ہوں ضلع قصور میں کاٹن ہوتی تھی مہربانی شوگر کین والوں کی بڑی بڑی ملیں لگالیں، انہوں نے کہا کہ آپ سال کی فصل لگاؤ بلے بلے ہو جائے گی۔ ہماری شوگر ملز defaultکر گئیں، کاٹن یہاں سے چلی گئی ہے اور شوگر کین آگئی ہے اُس کا کوئی پرسان حال ہی نہیں ہے۔کیا ایگر یکلچر ڈیپارٹمنٹ اتنا بھی نہیں کر سکتا کہ پنجاب یہ تو نہیں ہے کہ چھ ماہ expandکر جاتا ہے چھ ماہ shrinkکر جاتا ہے ایریا تو وہی ہے سارے علاقے کی انفارمیشن ان کے پاس ہے کیوں نہیں ہر فصل پر ایک proper researchکرتے، اس کو determineکرتے کہ جی اتنی مکئی ہونی چاہئے ،اتنا چاول ہونا چاہئے، اتنی شوگر کین ہونی چاہئے اور جو extraہو اُس کو exportکر و ساری دنیا یہ کرتی ہے۔ یہاں ہم گندم importکر رہے ہیں کون سی strategyہے ؟کارکردگی ہماری صفر ہے marketingکے اندر ایک بڑا اعلیٰ پوائنٹ ہے وہ بھی میں آپ کے ساتھ شئیر کرنا چاہوں گا اس پر منسٹر صاحب سے ایگر یکلچر ڈیپارٹمنٹ کی تھوڑی سی helpلینا چاہوں گا کہ وہ مجھے اس پر تھوڑا سا بتادیں اور یہ Agriculture Information Management Systemلکھے ہوئے ہیں exact words to create awareness across the border.پنجاب کے ایگر یکلچر ڈیپارٹمنٹ کو ایک انفارمیشن مینجمنٹ سسٹم چاہئے جو across the border awareness createکروائے۔ انہوں نے کیا فوج کا کام بھی شروع کر دیا ہے؟ border acrossپنجاب سے تو نہیں ہندوستان سے بنتا ہے۔ ہمیں وہاں سے کس چیز کی awarenessکی ضرورت ہے؟ مثالیں تو آپ کے سامنے ہیں۔ وہ چاند پر بیٹھے ہوئے ہیں اور ہم زمین سے بھی نیچے گئے ہوئے ہیں اور ایک انفارمیشن مینجمنٹ سسٹم بنایا جا رہا ہے۔ کتنے پیسے ہیں؟ یہ تو پتا ہی نہیں ہے، کب تک ہو جائے گا؟ اس کا بھی کوئی پتا نہیں ہے۔یہاں پر آکر یہی debateہو جائے گی کہ ایک انفارمیشن مینجمنٹ سسٹم بن گیا تھا جس طرح ابھی تھوڑے دن پہلے پولیس والوں کا انفارمیشن مینجمنٹ سسٹم تھا۔ وہ چھ سال چلا اور چھ سال کے بعد ان کو یاد آیا کہ ان کے پاس تو passwordہی نہیں ہے۔آپ نے پیسے کھانے ہیں کھائیں۔ دکھ ہو رہا ہے مجھے یہ کہتے ہوئے کہ آپ کرپشن کر رہے ہیں۔ کل ٹیلیویژن پر بھی یہی بات ہو رہی تھی کہ 340 بلین کا واپڈا میں ڈیٹا ہے، انہوں نے کہا کہ آدھے دے دو آدھے نہ دو۔ یہ ہے ان کی strategy۔یہاں منسٹر صاحبہ بیٹھی ہیں کسی ایک دانشمند کو consultantرکھ لیں وہ شاید آپ کو کچھ بتادے گا۔ مجھے تو کوئی strategyنظر نہیں آتی، مجھے تو کوئی وژن نظر نہیں آتا اگر ہے تو shareکریں۔ میں اگر نمبر زدے رہا ہوں تو یہ بھی تو نمبر زدیں اور وہ نمبر زدیں جو سمجھ آئے، جو for accountingہو، جس پر یہ بحث نہ ہو کہ یہ سرکار ہے اس لئے یہ

بات کر رہی ہے اور یہ اپوزیشن ہے اس لئے یہ بات کر رہی ہے اسی لئے میں نے آپ کو ورلڈ بنک کا کہا ہے کیونکہ وہ آپ کو پیسے دیتا ہے وہ بالکل ٹھیک لکھے گا۔ وہ آپ کا کانا نہیں ہے، اس کو آپ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ تیری مہربانی ان نمبرز کو سیچ کر دے۔ بالکل ٹھیک بات ہے گورنمنٹ کہتی ہے کہ ہماری ہر چیز بہتر ہو رہی ہے اور ورلڈ بنک کہتا ہے کہ ہر چیز derivate کر رہی ہے۔ ہمیں صحیح تصویر تو دکھا دو۔ ہم کب کہہ رہے ہیں کہ یہ first world country بن گیا ہے لیکن اس کو third تو رہنے دیں۔ میں آپ کو ذمہ داری سے کہہ سکتا ہوں کہ ہمارے کئی indicators افریقہ کے ممالک سے بڑے ہیں۔ ایگریکلچر ڈیپارٹمنٹ کہتا ہے کہ reduce regional disparity جنوبی پنجاب میں بارہ مہینے کی نہریں ہیں اور ہمارے پاس چھ مہینے کی نہریں ہیں۔ چھ مہینے میں سے بھی تین مہینے وارابندی۔ اس کا مطلب ہے کہ ہر زمیندار کو بے شک وہ اس کی ایک ایکڑ زمین ہے یا ہزار ایکڑ ہے اس کو تین مہینے کے لئے نہری پانی ملنا ہے۔ انہوں نے کون سا مینجمنٹ سسٹم بہتر کر لیا ہے؟ پانی تو ابھی بھی اتنا ہی ہے جتنا ساٹھ سال پہلے آتا تھا۔ اگر کم ہوا ہے تو اس کی وجوہات بتائیں، اس کی مینجمنٹ بتائیں، کیا یہ منسٹر اور ایگریکلچر ڈیپارٹمنٹ نہیں بتائے گا کہ چھ مہینے کا کہہ کر تین مہینے نہریں چلتی ہیں؟ آپ کو پتا ہو گا کہ ضلع قصور کا جتنا allocated پانی ہے اتنا پانی نہیں ملتا۔ میں اپوزیشن میں ہوں اس لئے میں نے بات کر دی کیونکہ اپوزیشن نے تنقید کرنی ہے لیکن گورنمنٹ کے ممبران کو کیا ہوا ہے؟ یہاں ہر کوئی کھڑا ہو کر اپنے اپنے حق کی بات کرتا ہے۔ ہم کس سے بات کریں؟ ایگریکلچر ڈیپارٹمنٹ سے ہی کرنی ہے۔

جناب سپیکر: سب سن رہے ہیں اور نوٹ ہو رہا ہے ادھر سے جواب آئے گا۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! ڈیپارٹمنٹ کو تنخواہ کس چیز کی ملتی ہے؟ ان کو اس چیز کی تنخواہ ملتی ہے کہ تمہارے پاس جو resources ہیں ان کو proper طریقے سے engage کیا جائے۔

جناب سپیکر: پلیز، اپنی تقریر کو wind up کریں کیونکہ ایک بجے کا ٹائم ہے میں نے منسٹر صاحب کو بھی ٹائم دینا ہے۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔ میں wind up کر لیتا ہوں۔ میرا ایگریکلچر ڈیپارٹمنٹ سے ایک اور سوال ہو گا۔

جناب سپیکر: سوال علیحدہ کریں لیکن آپ کٹوتی کی تحریک پر بات کریں۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! ایگریکلچر ڈیپارٹمنٹ یہ کہتا ہے کہ وہ foreign exchange کے اندر 80 فیصد contribute کرتا ہے۔ کیا محکمہ ہمیں یہ بتانا پسند کرے گا کہ چاول کے علاوہ ہماری کون سی جنس ہے جسے ہم ایکسپورٹ کرتے ہیں، ہماری کون سی پروڈکشن ہے کہ وہاں اتنی زیادہ لُٹ پڑی ہوئی ہے کہ ہم نے ساری دنیا میں دینی شروع کر دی ہو؟

جناب سپیکر: جی، مہربانی، شکریہ۔ منسٹر صاحب! wind up کریں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! ابھی میں نے بھی بات کرنی ہے۔

جناب سپیکر: جی، کریں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ ظاہر ہے کہ ایگریکلچر پر بحث ہو رہی ہے اور ہمارے تمام ساتھیوں نے یہاں اپنے اپنے جذبات اور ایگریکلچر کے مسائل کا اظہار کیا ہے۔ میں منسٹر صاحب، ایوان اور آپ کی بھی توجہ چاہوں گی کہ جب کہا جا رہا ہے کہ ہم نے بجٹ میں زراعت کے لئے بہت بڑا حصہ کسانوں کو facilitate کرنے کے لئے رکھا ہے تو وہاں حکومت یہ کیوں بھول گئی کہ زراعت کی انکم کے اوپر جو ٹیکس رکھا ہے، ایک انکم ٹیکس وہ ہے جو زرعی زمین کے اوپر ہوتا ہے اور ایک انکم ٹیکس آپ نے زراعت کی آمدنی پر رکھ دیا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! یہ اس وقت اتنا بڑا ظلم ہے اگر آپ اس کو compare کرنے جائیں تو اس سے بڑا ظلم زراعت پیشہ آدمی کے لئے نہیں ہے۔ اگر اس کی انکم 80 ہزار روپے ہے پھر تو وہ ٹھیک ہے لیکن اگر غلطی سے اس کی آمدنی لاکھ سے اوپر ہو جاتی ہے تو اِس بجٹ کے اندر اس کی tax ratio کو اتنا زیادہ بڑھا دیا گیا کہ وہ افسوسناک حد تک ہے۔ میں اس کو تھوڑا سا compare کرنا چاہوں گی کہ ساڑھے بارہ ایکڑ تک جو زمین ہے اس کے اوپر کوئی ٹیکس نہیں ہے اور ساڑھے بارہ ایکڑ کے بعد جب زمین پچیس ایکڑ تک جاتی ہے تو جو پچھلے قانون کے مطابق ڈیڑھ سو روپیہ چارج ہوتا تھا۔ exceeding 25 acres ہے اس کے چارجز 150، irrigated or un irrigated area اور اگر کوئی 250 rupees اور 300 روپے تھے۔ ماشاء اللہ اس حکومت نے ایک بہت بڑا کارنامہ کیا کہ فکس ریٹ جو عرصہ 97 سے چلے آ رہے تھے ان کو ایک دم اس طرح تبدیل کیا کہ جو ہمارا فیڈرل کا انکم ٹیکس کا قانون ہے اس کو بھی مات کر دیا۔ فیڈرل کا انکم ٹیکس آپ کو agriculture land پر ریلیف دے رہا ہے وہاں پر ٹیکس کی ratio 7

barsرکھی گئی ہیں جبکہ پنجاب کے اندر آپ جو ٹیکس لگارہے ہیں اس میں آپ نے bars 3رکھی ہیں اوریہ انتہائی افسوسناک ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپwind upکریں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! اس کی80ہزار تکexemptionہے، جب80ہزار سے ایک لاکھ روپے پر آمدنی آئے گی تو اس پر5ہزار روپے ٹیکس ہوگا، دوسرے لاکھ پر½7فیصد اضافہ کیا گیا ہے۔ افسوس کی بات یہ ہے کہ اگر کسی کی ڈیڑھ لاکھ روپے آمدنی ہے تو اس کو½7فیصد ٹیکس دینا پڑے گا۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! اسی طرح یہincreaseکرکے تین لاکھ روپے پر15فیصد چلی جاتی ہے۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی، ذرا ٹائم دیکھیں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! میں گزارش کروں گی کہ اس پر حکومت ضرور نظر ثانی کرے یہ معاشی قتل ہے۔

جناب سپیکر: انہوں نے سن لیا ہے وہ اس کا جواب دیں گے۔ جی، منسٹر صاحب!

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ۔ ایگریکلچر پر بہت سیر حاصل بحث ہوئی ہے میرے دوستوں نے بہت سی تجاویز بھی دی ہیں جو ظاہر ہے کہ محکمے کے لئے بہت سودمند ہیں۔ کٹوتی کی تحریک میں زیادہ تر باتیں واپڈا کے بارے میں ہوئی ہیں، بجلی کے بل کے بارے میں ہوئی ہیں، جی ایس ٹی پر ہوئی ہیں، سبسڈی پر ہوئی ہیں، اریگیشن پر ہوئی ہیں اورwheatکی storageپر ہوئی ہیں۔ ایگریکلچر ڈیپارٹمنٹ پر تنقید ضرور ہوئی ہے لیکن کٹوتی کی تحریک کو ایگریکلچر ڈیپارٹمنٹ کی کارکردگی سے منسلک نہیں کیا گیا۔ میں پھر بھی اپنے ڈیپارٹمنٹ کوdefendکرتے ہوئے اتنا ضرور عرض کروں گا کہ ایگریکلچر ڈیپارٹمنٹ کا بنیادی کامproductionہے۔ اگر آپ پچھلے دو، تین، چار، پانچ سالوں پر نظر ڈالیں.we are having the bumper cropsکاٹن کی بات ہوئی اور کاٹن سیڈ کی بات ہوئی۔ ہم نے اس دفعہ پنجاب میں کاٹن کی10.5ملینbalesلی ہیں جو کہ ایک ریکارڈ ہے۔ اتنے بُرے موسم اور حالات میں ہم نے 10.5 ملینbalesلی ہیں۔ Wheatکیdespite having the heavy rainsیعنی ہم نےwheatکی19ملین ٹنproductionلی ہے۔ اسی

میں انڈیا quality اور quantity میں اس کی production کی maize لے لیں، ہم maize طرح
سے بھی آگے ہیں۔ اس طرح ورلڈ بنک کی بات کی گئی ہے تو میں یہاں یہ گزارش کرتا چلوں کہ World
Bank کا ایک PIPIP programme assisted ہے، وہ 36 بلین روپے کا پراجیکٹ ہے جو کہ
ایگریکلچر ڈیپارٹمنٹ run کرتا ہے اور ہمارے زیادہ تر employees اسی ونگ سے تعلق رکھتے
ہیں۔ Colorado University میں ایک ریسرچ ہوئی تھی جس میں یہ ثابت کیا گیا تھا کہ اگر ہم
watercourses کی concrete lining کریں، فیلڈ کی levelling کریں اور drip irrigation
کا استعمال کریں تو پانی کی 45 فیصد efficiency increase ہو سکتی ہے اور ہم بچت کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر! میری بہن نے جب بات شروع کی تھی وہ پوٹھوہار ایریا سے تعلق رکھتی ہیں، جو
دوست یہاں پر پوٹھوہار ایریا سے تعلق رکھتے ہیں وہ میری اس بات کی گواہی دیں گے کہ sweet and
green revolution is knocking at the door of Pothohar. وہاں Olive کی
growth ہو رہی ہے، وہاں grape vineyards لگ رہے ہیں اور پوری پوٹھوہار valley کو Olive
Valley بنایا جا رہا ہے۔ ہمارے بجٹ میں زیادہ پیسا اسی valley کے لئے رکھا گیا ہے اور drip
irrigation میں 60 فیصد subsidy ہمارا ڈیپارٹمنٹ ہی دے رہا ہے۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ ہماری نئی ریسرچ کے اداروں کی بات ہوئی ہے تو ادھر ایک
state of art کام ہو رہا ہے۔ آپ کو یاد ہو گا کہ sixties میں یہ میکسی پاک کا green
revolution جو آیا تھا یہ ہمارے ایوب ریسرچ انسٹیٹیوٹ کے ذریعے ہی آیا تھا۔ Dr. Norman
Borlaug جو کہ امریکہ سے آیا تھا اور انہوں نے ادھر ایوب ریسرچ انسٹیٹیوٹ میں ریسرچ کی تھی
میکسی پاک ایک ورائٹی introduce کروائی تھی جس سے انڈیا بھی مستفید ہوا، بنگلہ دیش بھی مستفید ہوا،
Mexico کو بھی فائدہ ہوا اور ہماری wheat کی yield ایک دم ڈبل ہو گئی تھی۔ ہمارے ایگریکلچر
ڈیپارٹمنٹ نے yield بڑھانے میں، production vertically بڑھانے میں اور horizontally
زمین کی expansion کے لئے بہت کام کئے ہیں UNDP پراجیکٹ کے تحت ہم ڈیڑھ لاکھ ایکڑ سے
زائد زمین استعمال میں لائے ہیں۔ اس کے علاوہ we are going to have a
revamping in our extension اور ایک Farmer Facilitation Centre قائم کیا
جا رہا ہے جو کہ ریسرچ اداروں کی انفارمیشن اور ریسرچ اداروں کا فیض کھیت میں کام کرنے والے کسان
کے door step پر پہنچائے گا۔ وہ سہولت جو پہلے بڑے زمیندار کو حاصل تھی اب وہ ایک چھوٹے

غریب کسان کو حاصل ہو گی۔ ریسرچ ادارے جو ریسرچ کریں گے وہ زمیندار کو جا کر بتائی جائے گی کہ اس طرح ریسرچ کرنی ہے اور اس طرح سے یہ کام کرنا ہے۔ باقی جہاں تک GST کی بات ہے پنجاب گورنمنٹ ایگریکلچر ڈیپارٹمنٹ کا فیڈرل گورنمنٹ میں ایک ایڈووکیٹ ہے، اگر فیڈرل بجٹ پڑھا ہوا تو انہوں نے بہت سے GST کم کر دیئے ہیں اور مزید GST کم کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر! یہاں بات ہوئی مسلم لیگ (ن) کی حکومت پر تنقید کی اور خاص کر میاں محمد شہباز شریف پر تنقید کی، اگر کوئی وزیر، وزیر اعلیٰ کی تعریف کرے تو کوئی نئی بات نہیں ہو گی پرانی باتوں میں ایک بات کا اضافہ ہی ہو گا لیکن میں یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ جس سوسائٹی کے سیکشن سے وہ تعلق رکھتے ہیں انہوں نے شوگر مل والوں کو گنے کی خریداری 180 روپے میں کرائی جبکہ سندھ میں گنے کی خریداری 150 روپے میں ہوئی۔ میں میاں محمد شہباز شریف کو اس کریڈٹ سے محروم نہیں رکھ سکتا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! بات ہوتی ہے کہ شہروں کی ترقی پر، بات ہوتی ہے کہ میٹرو بس بن گئی اور بات ہوتی ہے کہ شہر میں پل بن گئے ہیں، میٹرو بس کتنے کی بنی ہو گی؟ یہ کوئی چالیس سے پچاس ارب روپے کی بنی ہو گی۔ میاں محمد شہباز شریف نے 150۔ارب روپے دیہی سڑکوں کے لئے رکھے ہیں تاکہ ہماری rural economy بہتر ہو۔ یہاں economist بیٹھے ہیں انہیں پتا ہے کہ اگر rural economy کی 2 فیصد growth ہو تو urban economy کی growth automatically 6 فیصد سے لے کر 8 فیصد تک ہوتی ہے تو میں اس کریڈٹ سے میاں محمد شہباز شریف کو محروم نہیں کر سکتا۔

جناب سپیکر! بات ہو رہی تھی pesticide میں adulteration کی تو pesticide میں adulteration 14 percent سے کم ہو کر 3 فیصد ہو گئی ہے۔ یہ سب پیرامیٹرز آپ کے سامنے ہیں، آپ خود زمیندار ہیں ان پیرامیٹرز کو سمجھتے ہوں گے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، آپ 3 فیصد کو بھی ختم کریں۔

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! ہم اس کے بھی پیچھے ہیں اور اسے بھی ختم کر رہے ہیں۔ کاٹن ایریا میں شوگر مل کی بات ہو رہی تھی اور ہم بھی اس کے خلاف ہیں۔ انڈسٹری ڈیپارٹمنٹ کو بالکل move کریں گے اور فیڈرل گورنمنٹ کے سامنے یہ معاملہ ضرور اٹھائیں گے۔ کاٹن سیڈ کی بات ہوئی کہ وہ unregistered ہیں تو آپ کی خدمت میں گزارش کرتا چلوں کہ ہم نے آج سے دو سال پہلے پندرہ GM crops کی ورائٹی approve کی ہیں جو کہ کاٹن کی ورائٹی ہے، آج کل وہ bumper

crops دے رہی ہیں۔ اب وہ پنجاب میں مل رہی ہیں اور فیڈرل سیڈ ڈیپارٹمنٹ ان کو tag بھی لگا رہا ہے اور certified بھی کر رہا ہے۔

جناب سپیکر! یہاں پر گندم کی بات ہوئی تو ہم گندم میں self sufficient ہیں۔ انڈیا سے ٹریڈ کی بات ہوئی تو اگر ہم انڈیا سے ٹماٹر لیتے ہیں تو وہ seasonal variation کی وجہ سے ہے اور ہمارا پیاز بھی تو انڈیا کو جاتا ہے۔ اگر ہم ٹماٹر لیتے ہیں، میرے بھائی بیٹھے ہیں جو کہ اس بارڈر سے تعلق رکھتے ہیں جو کہ سندھ اور پنجاب کا بارڈر ہے ان کو اچھی طرح علم ہو گا کہ سندھ کا پھلکارہ پیاز اعلیٰ کوالٹی کا پیاز ہے جس کی انڈیا میں بہت ڈیمانڈ ہے اگر وہ انڈیا میں جاتا ہے تو ہم بھی seasonal variation کی وجہ سے کبھی ادھر سے ٹماٹر منگواتے ہیں اور یہ equal basis پر ٹریڈ ہے لیکن اس کے علاوہ انڈیا سے ہمارا کچھ نہیں آتا۔ وقت بھی مختصر ہے اور آپ کا حکم بھی ہے تو میں اسی پر اپنی بات ختم کروں گا کہ ایگریکلچر ڈیپارٹمنٹ کسان کی بہتری اور کسان کو زیادہ سہولتیں پہنچانے کے لئے ریسرچ اداروں میں جو ریسرچ ہو رہی ہے اور مزید اس کا فیض کھیت میں کام کرنے والے رحمت علی، محمد بشر اور بوٹے کو اس کے گھر پہنچانے کے لئے کام کر رہا ہے کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ وہ کہتے کہ:

فن جو نادار تک نہیں پہنچا
ابھی اپنے معیار تک نہیں پہنچا

جناب سپیکر! یہ فن اور ریسرچ اداروں کا فیض جب تک کھیت میں کام کرنے والے کسان تک نہیں پہنچے گا تو میں اس کو فیض نہیں مانتا اور ایگریکلچر ڈیپارٹمنٹ یہ فرض میاں محمد شہباز شریف کی قیادت میں انشاء اللہ پورا کرتا رہے گا اس لئے میں درخواست کرتا ہوں کہ کٹوتی کی اس تحریک کو مسترد کر کے جو رقم رکھی گئی ہے اس کو منظور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔ اب سوال یہ ہے کہ:

"8-ارب 27 کروڑ 74 لاکھ 65 ہزار روپے کی کل رقم بسلسلہ "مطالبہ زر نمبر PC-21018 "زراعت" کم کر کے ایک روپیہ کر دیا جائے۔"

(تحریک نامنظور ہوئی)

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 8۔ارب 27 کروڑ 74 لاکھ 65 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو۔ گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2016 کو ختم ہونے والے مالی سال 16-2015 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈز سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "زراعت" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

جناب سپیکر: جیسا کہ پہلے اعلان کیا گیا تھا کہ اب ہم باقی ماندہ مطالبات زر کو قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 1997 کے قاعدہ (4)144 کے تحت، اب اس کا نام میں نہیں لینا چاہتا تھا لیکن انہوں نے لکھ دیا ہے کہ باقی ماندہ کارروائی guillotine کے اطلاق کے ذریعے براہ راست سوال سے ہو گی۔ اب اس کے اطلاق کے ذریعے کارروائی شروع کرتے ہیں۔

مطالبہ زر نمبر PC-21001

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 76 لاکھ، 33 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2016 کو ختم ہونے والے مالی سال 16-2015 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "افیون" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! ہیلتھ پر ہماری جو کٹوتی کی تحریک تھی۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کیا فرما رہے ہیں؟

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! ہیلتھ پر تو ہماری کٹوتی کی تحریک تھی۔

جناب سپیکر: میں نے آپ کو پہلے ہی گزارش کی تھی کہ ایک بجے قاعدہ (4)144 کا اطلاق ہو جائے گا اور یہ بات کل سے چل رہی ہے، آج کی بات تو نہیں ہے۔ میں نے تو آپ کو بات کرنے کا بہت موقع دیا ہے لیکن آپ نے ہیلتھ پر بات ہی نہیں کی، اب تو قاعدہ (4)144 apply ہو گیا ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! دفعہ 144 تو مال روڈ پر لگی ہوئی ہے اور یہاں 145 لگا دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: یہاں (4)144 ہے۔ بڑی مہربانی۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! کوئی خوف خدا کھائیں۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔ میں خوف خدا رکھ کر ہی ادھر بیٹھا ہوا ہوں۔اب مطالبہ زر نمبر PC-21002 کو لیتے ہیں۔

مطالبہ زر نمبر PC-21002

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 4۔ارب 24 کروڑ 71 لاکھ روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2016 کو ختم ہونے والے مالی سال 2015-16 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "مالیہ اراضی" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21003

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 8 کروڑ 67 لاکھ 72 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2016 کو ختم ہونے والے مالی سال 2015-16 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "صوبائی آبکاری" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21004

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو64کروڑ9لاکھ55ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2016کو ختم ہونے والے مالی سال 2015-16 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد" ٹکٹ یا اشٹام" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

(اذان ظہر)

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: دیکھیں! آپ ماشاءاللہ بہت زیادہ سمجھدار ہیں، جب put question ہو جائے تو اس کے بعد کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ ہمارے کچھ دوست پہلے ہی واک آؤٹ کر گئے ہیں کیونکہ ہم میں سے اکثر و بیشتر لوگ ہیلتھ پر بات کرنا چاہتے تھے، ڈاکٹر سید وسیم اختر بات کرنا چاہتے تھے، اسی طرح سردار شہاب الدین خان بھی بات کرنا چاہتے تھے۔

جناب سپیکر: میں نے تو پہلے ہی آپ سے گزارش کی تھی اور میں نے یہ rule تین دفعہ پڑھا ہے، کل بھی پڑھا ہے اور آج بھی پڑھا ہے کہ ایک بجے apply guillotine ہو جائے گی۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! اس میں ٹائم کا مسئلہ نہیں ہے مسئلہ priorities کا ہے جب آپ ایک ایجنڈا دیتے ہیں۔

جناب سپیکر: priority تو آپ نے دیکھنی تھی۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! اس میں آپ نے item wise دیا ہوا ہے کہ سب سے پہلے فلاں ڈیپارٹمنٹ ہے، اس کے بعد پولیس ہے، نمبر2 پر ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ تھا لیکن آپ نے ہیلتھ کو take up ہی نہیں کیا۔ آپ نے پہلے ایجوکیشن کو لے لیا اس کے بعد آپ نے ایگریکلچر کو لے لیا۔

جناب سپیکر: نہیں۔ ایسا نہیں ہے۔ کل بھی آپ یہاں تشریف فرما تھے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! یہی طے ہوا تھا کہ جو پہلے چار ڈیپارٹمنٹ ہیں ان پر بات کر لیں گے لیکن آپ نے ہمیں ہیلتھ پر بات نہیں کرنے دی۔ میرے خیال میں ایجنڈا کو جب ترتیب دے دیا جاتا ہے اس کے مطابق اگر ہم چلتے پھر تو بات ٹھیک تھی، اس طرح سے ان دوستوں کو بھی ناراض ہونے کا موقع نہ ملتا اور اس پر سارے بات کر لیتے۔ اس کے ساتھ ہی ہم احتجاجاً واک آؤٹ کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: مہربانی، اب تو rule 144(4) apply ہو گیا ہے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف ایوان سے واک آؤٹ کر گئے)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے لیڈر آف دی اپوزیشن کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ cut motion میں آپ نے ڈیپارٹمنٹ، گورنمنٹ کی پالیسی پر discussion کرنی ہوتی ہے اور ہمیشہ سے یہ روایت رہی ہے کہ اگر کسی important department پر discussion رہ جائے تو ضمنی بجٹ میں اس پر بات ہو جاتی ہے۔ اب پرسوں جب ضمنی بجٹ پر بات ہو گی تو دوبارہ ان کے پاس ایک دن پورا ہو گا اور اس کے بعد اگلے دن کا جو ٹائم آپ rule 144(4) apply کرنے کے لئے مقرر کریں گے اس وقت تک ان کے پاس بات کرنے کا ٹائم ہو گا۔

جناب سپیکر: ان کو یہ پتا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! معزز ممبران حزب اختلاف نے اس دوران پولیس اور ایجوکیشن پر سیر حاصل بحث کی ہے اور پالیسی discuss کی ہے۔ اب جب ضمنی بجٹ میں cut motions آئیں گی تو یہ ہیلتھ کو پہلے نمبر پر take up کر لیں۔ ان کے پاس اس کے لئے موقع تو موجود ہے اس لئے میری آپ سے یہ گزارش ہو گی کہ آپ دو تین معزز ممبران اپوزیشن کو منانے کے لئے بھیجیں، ان سے گزارش کریں کہ وہ واپس آ جائیں اور آ کر اسمبلی کی کارروائی میں حصہ لیں۔

جناب سپیکر: میری معزز ممبران حزب اختلاف سے یہ گزارش ہے کہ وہ ایوان میں تشریف لے آئیں۔ آپ کے پاس ابھی بات کرنے کا موقع ہے ابھی آپ کو ضمنی بجٹ میں ایک دن بات کرنے کا موقع ملے گا۔ دوسرے تمام ڈیپارٹمنٹس جن کو آپ مناسب سمجھیں، ان پر بھی بات کر لیں۔ آپ تشریف لا رہے

ہیں؟ جناب ندیم کامران صاحب! جناب یاور زمان صاحب! آپ پھر تھوڑی سی زحمت کریں اور اپوزیشن کے دوستوں کو منا کر لے آئیں۔

(اس مرحلہ پر وزیر زکوٰۃ و عشر ملک ندیم کامران اور وزیر آبپاشی میاں یاور زمان معزز ممبران حزب اختلاف کو منانے کے لئے ایوان سے باہر تشریف لے گئے)

مطالبہ زر نمبر PC-21005

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 2۔ارب 34 کروڑ 8 لاکھ 93 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2016 کو ختم ہونے والے مالی سال 16-2015 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "جنگلات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21006

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 7 کروڑ 61 لاکھ 18 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2016 کو ختم ہونے والے مالی سال 16-2015 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "رجسٹریشن" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21007

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو12 کروڑ79 لاکھ 88ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2016 کو ختم ہونے والے مالی سال 16-2015 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"اخراجات برائے قانون موٹر گاڑیاں" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21008

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو85 کروڑ 74 لاکھ 37ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2016 کو ختم ہونے والے مالی سال 16-2015 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"ٹیکس و محصولات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف واک آؤٹ ختم کرکے ایوان میں تشریف لائے)

مطالبہ زر نمبر PC-21009

جناب سپیکر:Welcome back اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو15۔ارب46کروڑ76لاکھ51ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون 2016 کو ختم ہونے والے مالی سال16-2015 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"آبپاشی و بحالی اراضی" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21010

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 26۔ارب 93 کروڑ46لاکھ 5ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2016 کو ختم ہونے والے مالی سال 16-2015 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "انتظام عمومی" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21011

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 12۔ارب 74کروڑ48لاکھ 23ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2016 کو ختم ہونے والے مالی سال 16-2015 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "نظام عدل" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21012

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 7۔ارب 52کروڑ41لاکھ 33روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2016 کو ختم ہونے والے مالی سال 16-2015 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "اخراجات برائے جیل خانہ جات و سزا یافتگان کی بستیاں" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21014

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 14 کروڑ 43لاکھ 70ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2016 کو ختم ہونے والے مالی سال16-2015 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"عجائب گھر" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21016

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو63۔ارب6کروڑ11لاکھ65ہزارروپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2016 کو ختم ہونے والے مالی سال 16-2015 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد خدمات"صحت" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبرPC-21017

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو12۔ارب 59 کروڑ 53لاکھ 73ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون 2016 کو ختم ہونے والے مالی سال16-2015 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"صحت عامہ" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21019

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 61 کروڑ 76 لاکھ 81 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2016 کو ختم ہونے والے مالی سال 16-2015 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ماہی پروری" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21020

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 4-ارب 32 کروڑ 96 لاکھ 70 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2016 کو ختم ہونے والے مالی سال 16-2015 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ویٹرنری" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21021

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 18 کروڑ 51 لاکھ 43 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2016 کو ختم ہونے والے مالی سال 16-2015 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "امداد باہمی" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبرPC-21022

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو7۔ارب24کروڑ82ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30جون 2016 کو ختم ہونے والے مالی سال 2015-16 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"صنعتیں"برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبرPC-21023

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو2۔ارب76کروڑ69لاکھ35ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2016کو ختم ہونے والے مالی سال2015-16کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"متفرق محکمہ جات"برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبرPC-21024

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو3۔ارب94کروڑ20لاکھ ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2016کو ختم ہونے والے مالی سال2015-16کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"سول ورکس"برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبرPC-21025

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو7۔ارب32کروڑ27لاکھ61ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون 2016 کو ختم ہونے والے مالی سال16-2015 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "مواصلات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبرPC-21026

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو34کروڑ20لاکھ47 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون 2016 کو ختم ہونے والے مالی سال 16-2015 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "محکمہ ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبرPC-21027

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو ایک ارب49کروڑ18لاکھ81ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون 2016 کو ختم ہونے والے مالی سال16-2015 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ریلیف" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبرPC-21028

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جوایک کھرب4۔ارب روپے سے زیادہ نہ ہو،گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30جون 2016 کو ختم ہونے والے مالی سال 2015-16 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"پنشن"برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبرPC-21029

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو21کروڑ71لاکھ65ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو،گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون 2016 کو ختم ہونے والے مالی سال 2015-16 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"سٹیشنری اینڈ پرنٹنگ"برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبرPC-21030

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو23۔ارب54کروڑ58لاکھ54ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو،گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون 2016 کو ختم ہونے والے مالی سال2015-16 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادااخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"سبسڈیز"برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

میاں محمد اسلم اقبال:جناب سپیکر!"ناں"کہنے والوں کی آواز زیادہ زوردار اور بلند ہے لہٰذا اس مطالبہ زر کی منظوری کے لئے گنتی کروائی جائے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! ان کی "نئی جیئی ہاں"

جناب سپیکر: نہیں، اگر آپ کہتے ہیں تو میں دوبارہ سوال put کر لیتا ہوں۔ آواز کی بات نہیں بلکہ تعداد کی بات ہے۔ "ہاں" کہنے والوں کی تعداد زیادہ ہے۔ تشریف رکھیں۔

مطالبہ زر نمبر PC-21031

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 2۔کھرب 79۔ارب 27 کروڑ 6 لاکھ، 16 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2016 کو ختم ہونے والے مالی سال 2015-16 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "متفرقات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21032

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 6 کروڑ 45 لاکھ 44 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2016 کو ختم ہونے والے مالی سال 2015-16 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "شہری دفاع" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-13033

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو ایک کھرب، 23۔ارب، 28 کروڑ، 78 لاکھ، 47 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30 جون 2016 کو ختم ہونے والے مالی سال 2015-16 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا

اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"غلے اور چینی کی سرکاری تجارت" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-13034

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 3 کروڑ67 لاکھ10 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2016 کو ختم ہونے والے مالی سال16-2015 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"میڈیکل سٹورز اور کوئلے کی سرکاری تجارت" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-13035

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2016 کو ختم ہونے والے مالی سال16-2015 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"قرضہ جات برائے سرکاری زمین" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-13050

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو6۔ارب روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2016 کو ختم ہونے والے مالی سال16-2015

کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "سرمایہ کاری" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-22036

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 2 کھرب 20-ارب 71 کروڑ 54 لاکھ 67 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30- جون 2016 کو ختم ہونے والے مالی سال 16-2015 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ترقیات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-12037

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 48-ارب 68 کروڑ 14 لاکھ 93 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30- جون 2016 کو ختم ہونے والے مالی سال 16-2015 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "تعمیرات آبپاشی" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

(اس مرحلہ پر وزیراعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف معزز ایوان میں تشریف لے آئے)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے "آیا آیا شیر آیا شیر آیا" کی نعرے بازی)

مطالبہ زر نمبر PC-12038

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو5 کروڑ81 لاکھ50ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔ جون2016کو ختم ہونے والے مالی سال16-2015کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادااخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"زرعی ترقی وتحقیق"برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-12040

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو50کروڑروپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔ جون2016کو ختم ہونے والے مالی سال16-2015 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداااخراجات کے ماسوادیگراخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"ٹاؤن ڈویلپمنٹ"برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-12041

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو69۔ارب49کروڑ17لاکھ7ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2016کو ختم ہونے والے مالی سال16-2015کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادااخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"شاہرات وپل"برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-12042

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو60۔ارب55کروڑ31لاکھ83ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2016کو ختم ہونے والے مالی سال16-2015کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "سرکاری عمارات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-12043

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو11۔ارب35کروڑ5لاکھ90ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2016کو ختم ہونے والے مالی سال16-2015کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "قرضہ جات برائے میونسپلٹیز/خود مختار ادارہ جات وغیرہ" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

جناب سپیکر: جی، آج کے اجلاس کا ایجنڈا مکمل ہوا۔ اب اجلاس بروز بدھ مورخہ 24۔جون 2015 صبح10:00بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔